المکتوب نصف الملاقات

بوستانِ قلم

یعنی

علمی، ادبی، سوانحاتی، اور دیگر متفرق خطوط کا مجموعہ

مرتبہ

محمد عبداللہ خاں خویشگی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

مرتّب کی دیگر کتابیں:

فرہنگ عامرہ : اردو زبان میں مستعمل عربی، فارسی، ترکی الفاظ کی باتلفظ لغت۔

مقالات سرسیّد : علمی، ادبی، اخلاقی، اصلاحی اور تعمیری چالیس مضامین مع وقائع علمی زندگی سرسیّد احمد خاں۔

مرقع رباعیات : چالیس متقدمین و متوسطین اساتذۂ اردو کی رباعیوں کا انتخاب۔

Marfat.com

بوستانِ قلم

یعنی

علمی، ادبی، سوانحاتی اور دیگر متفرق

خطوط کا مجموعہ

حصہ اوّل

محمد عبداللہ خاں خویشگی

قیمت ایک روپیہ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

بار اوّل جولائی سنہ ۱۹۶۲ء

13694

ناشر:۔ محمد عبید اللہ خاں
سی۔ ۱۵/۳۔ لیاقت آباد۔ کراچی

(طابع:۔ عباسی لیتھو آرٹ پریس نشتر روڈ کراچی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

یہ چھوٹی سی کتاب کئی طرح کے یادگار مضمونوں کے خطوط کا مجموعہ ہے جو کہ شاعروں، ادیبوں، مصنفوں، دیگر اہل قلم اور مشاہیر نے مختلف مواقع پر میرے والد مرحوم کو یا مجکو کبھی لکھے تھے۔ ان میں سے وہ جملے حذف کر دئے گئے ہیں جن کا نقل کیا جانا کسی وجہہ سے مناسب نہ تھا۔ اکثر خطوط کی شانِ نزول یہ ہے کہ بیس پچیس برس گذرنے میں نے اردو زبان کے ارباب قلم کی ایک ایسی تاریخ مرتب کرنے کا قصد کیا تھا جس میں سوانح اور وقائع کے ساتھ ان کے اوقات دنبیت بھی درج ہوں جس کا رواج یوں تو ہمارے سب ہی لٹریچر میں علی العموم مگر شاعروں کے تذکروں میں بالخصوص بہت کم ہے اور اس لئے یہ اندیشہ بجا طور پر کیا جا سکتا ہے کہ مستقبل بعید میں ہماری زبان کے بعض حقیقی تاریخی سرمائے کہیں شاہنامۂ فردوسی یا الف لیلہ کی سی داستانیں نہ بنجائیں۔

چنانچہ میں نے اپنی اس آئندہ کتاب کی تدوین و تالیف کے لئے سنہ ۱۹۴۲ء میں مواد فراہم کرنا شروع کر دیا تھا اور اس بارے میں بہت سے ارباب قلم اور شائقین علم ادب سے خط وکتابت کی تھی۔ مگر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ والد مرحوم بیماری کے ایک اچانک شدید حملے سے صاحب فراش ہوگئے اور ان کی تیمارداری کے دوران مجکو ان علمی و ادبی مشغلوں کے لئے کافی وقت نصیب نہ ہو سکا اور بالآخر ان کو خیرباد کہنا پڑا۔ علالت کا سلسلہ روز بروز بڑھتا اور شدت اختیار کرتا گیا جو چار سال کے بعد مرض الموت کی صورت میں منتج ہوا۔ اس صدمہ سے ابھی میں پوری طرح سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ برصغیر میں انقلابی طوفان امنڈ آیا جس کے تلاطم نے زندگی کے

Marfat.com

سارے نظام کو تلپٹ کر دیا چند سال تک اس کے بھی تھپیڑے کھانے کے بعد میں مع اہل و عیال پاکستان چلا آیا جہاں زندگی کے نت نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑا اور فرصت کے وہ رات دن خواب و خیال ہو گئے۔ جو کہ اس قسم کے تحقیقی علمی مسائل حل کرنے کیلئے درکار ہیں۔

زمانہ کے الٹ پھیر میں وہ مواد بھی غارت ہو گیا جو میں نے اوس زیر تالیف کتاب کے لئے فراہم کیا تھا اور جس کی اب آئندہ مجھکو کوئی توقع نہیں کہ پھر اکٹھا کر سکوں گا۔ بلکہ اندیشہ تو یہ ہے کہ تھوڑے سے خطوط جو اوراق پریشاں کی صورت میں بچے کھچے رہ گئے ہیں وہ بھی تلف نہ ہو جائیں۔ پس اس باقیات الصالحات سے بوستان قلم کا یہ حصہ اول تاریخ وار مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جس کے بیشتر خطوط ارباب قلم کے خود نوشت حالات پر مشتمل ہیں۔

اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لئے میں نے یہ ایک ادبی خوان بچھایا ہے اور اس پر ہر طرح کی چیزیں اپنی جگہ قرینہ سے چنی ہیں۔ مگر بسا اوقات یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو چیز ایک کو اچھی لگتی ہے وہی چیز دوسرے کو خوش نہیں آتی اور انسانی فطرت کی یہ رنگا رنگی ہمارے عالم زندگانی کے چپے چپے پر چھائی ہوئی ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ ان میں سے جن خطوط کو آپ غیر ضروری محسوس کریں وہ کسی دوسرے کی دلچسپی کا سامان ہوں۔

اس حصہ اول نے اگر شرف قبولیت پایا تو حصہ دوم بھی جو کہ بیشتر ایسے خطوط کا حامل ہوگا جن کے اندر علم دوست اصحاب نے اہل قلم حضرات کے حالات تحقیق کر کے روانہ کئے تھے شائع کرنے کی کوشش کروں گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

محمد عبد اللہ خاں خویشگی
یکم جولائی سنہ ۱۹۶۲ء

۱۰۴۔ ایچ۔ بلاک ۲۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی

Marfat.com

فہرست اصحابِ مکاتیب

نمبر	نام	صفحہ
	بنام والد مرحوم	۱۳
	میرزا داغ دہلوی کے ایک خط کا عکس	۱۴
	مقابل عکسی خط کا مضمون	۱۵
۱	نواب میرزا خاں داغ دہلوی	۱۶
۲	سید نظیر الحسن فوق	۱۷
۳	میر قطب الدین اشک	۱۹
۴	ڈاکٹر مختار احمد انصاری	
۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری	۱۹
	میرے نام	۲۱
۶	خواجہ حسن نظامی کا خط مع سرنامہ	۲۲
۷	احسن مارہروی	۲۳
۸	حامد اللہ افسر میرٹھی	۲۵
۹	مولانا حسین احمد مدنی	۲۶
۱۰	سر تیج بہادر سپرو	۲۷
۱۱	نواب محمد اسمٰعیل خاں	۲۷
۱۲	امتیاز علی خان عرشی	۲۸
۱۳	حفیظ جالندھری	۲۹
۱۴	غلام رسول مہر	۳۱
۱۵	تاراشنکر ناشاد	۳۲
۱۶	فراق گورکھپوری	۳۳
۱۷	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	۳۴
۱۸	مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی	۳۴
۱۹	سید ہاشمی فرید آبادی	۳۵
۲۰	سدرشن	۳۵
۲۱	سعید احمد مارہروی	۳۶
۲۲	نوح ناروی	۳۷
۲۳	اختر شیرانی	۳۷
۲۴	احسان دانش	۳۸
۲۵	احمد ندیم قاسمی	۳۸
۲۶	میاں بشیر احمد	۳۹
۲۷	امین حزیں	۴۰

Marfat.com

۲۸	مخمور اکبر آبادی	۴۱
۲۹	قاضی احمد میاں اختر	۴۱
۳۰	علامہ تاجور نجیب آبادی	۴۲
۳۱	مولوی طفیل احمد	۴۳
۳۲	راجندر سنگھ بیدی	۴۴
۳۳	اقبال احمد خاں سہیل	۴۴
۳۴	سید الطاف علی بریلوی	۴۶
۳۵	ابوالعلا ناطق لکھنوی	۴۷
۳۶	مہیش پرشاد	۴۷
۳۷	آل احمد سرور	۴۹
۳۸	ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی	۵۰
۳۹	محمد یحییٰ تنہا	۵۱
۴۰	مفتی کفایت اللہ	۵۱
۴۱	حبیب اشعر	۵۲
۴۲	اوپندر ناتھ اشک	۵۳
۴۳	اعجاز احمد اعجاز	۵۵
۴۴	آغا حیدر حسن	۵۵
۴۵	خواجہ غلام السیدین	۵۶
۴۶	شوکت تھانوی	۵۷
۴۷	کلیم الدین احمد	۵۸
۴۸	مانی جائسی	۵۹
۴۹	محمد دین فوق	۵۹
۵۰	کرشن چندر	۶۰
۵۱	امیر احمد علوی	۶۰
۵۲	غلام عباس	۶۱
۵۳	مرزا محمد عسکری	۶۲
۵۴	ل۔ احمد اکبر آبادی	۶۲
۵۵	سید غلام بھیک نیرنگ	۶۳
۵۶	سید احمد شاہ بخاری (پطرس)	۶۴
۵۷	کشن پرشاد کول	۶۴
۵۸	سید بادشاہ حسین	۶۵
۵۹	سعادت حسن منٹو	۶۶
۶۰	سید وقار عظیم	۶۷
۶۱	محمود خاں محمود	۶۷
۶۲	سید محی الدین قادری زور	۶۸
۶۳	نصر اللہ خاں عزیز	۶۹
۶۴	سید مسعود حسن رضوی ادیب	۶۹
۶۵	سید حسن برنی	۷۱
۶۶	رضا علی وحشت کلکتوی	۷۱
۶۷	خوشی محمد ناظر	۷۲
۶۸	سید بشیر حسین زیدی	۷۳
۶۹	سید احتشام حسین	۷۴
۷۰	مولانا قاری طیب قاسمی	۷۵
۷۱	دل شاہجہان پوری	۷۷
۷۲	مرزا ادیب	۷۷
۷۳	ظفر الملک	۷۸

Marfat.com

۷۴	الیاس برنی	۷۹	۸۶	یوسف ظفر	۹۶
۷۵	فیاض علی	۷۹	۸۷	اختر انصاری	۹۷
۷۶	قاضی سید محمد احمد کاظمی	۸۳	۸۸	مولانا شبیر احمد عثمانی	۹۸
۷۷	ن۔م۔راشد	۸۴	۸۹	عندلیب شادانی	۹۹
۷۸	عبدالرحمٰن چغتائی	۸۴	۹۰	محمد اجمل خاں	۹۹
۷۹	محمد دین تاثیر	۸۸	۹۱	سید اختر اورینوی	۱۰۰
۸۰	جوش ملسیانی	۸۹	۹۲	مولوی محمد یٰسین کیفی چڑیاکوٹی	۱۰۱
۸۱	سید عابد علی عابد	۹۰		نامہ دار المصنفین اعظم گڈھ	۱۰۳
۸۲	چراغ حسن حسرت	۹۱			
۸۳	شیر محمد اختر	۹۳	۹۳	مولانا عبدالسلام ندوی	۱۰۴
۸۴	کامریڈ باری	۹۴	۹۴	مولانا شاہ معین الدین احمد فاروقی ندوی	۱۰۶
۸۵	سید شفیع الدین ناکارہ	۹۵	۹۵	مولانا سید ریاست علی ندوی	۱۰۵

Marfat.com

Marfat.com

بنام

والد مرحوم

(مولانا مفتی حکیم محمد عبد الرحمٰن خاں فیروز)

Marfat.com

مرزا داغ دہلوی کے ایک قلمی خط کا عکس

یاد فرمائی سلمہ اللہ تعالیٰ

میں آجکل نہایت بیزار اور نہایت ناداں ہوں بلکہ مجھکو مستعفی سمجھو
حساب کتاب سمجھ رکھیو ان کا مولانا حالی سے یہ اشتہار ملفوفہ
ہر اخبار میں بطور خود اپنے نام سے چھپوا دیکے یا اور کسی نام سے
اور اسکو اپنی طور پر اور عبارت لکھدینا اور پہلا کلام سب
روانہ رکھا ہوا ہے کسیکو خبر نہ ہو ورنہ خود ستائی سمجھی جائیگی۔

از رامپور ۲۸ مئی ۱۸۸۵ء

اپنی خاندان کا اپنی علاقہ کا حال بھی آمدنی کا حال مفصل لکھو

(نقشِ تحریر بذریعہ بلاک)

Marfat.com

مقابل عکسی خط کا متن

یاد فرمائے بندہ سلمہ اللہ تعالیٰ

میں آجکل بہت پریشان اور نہایت نادار ہوں بلکہ مجکو مستغنی سمجھو۔ حساب کتاب سمجھا رہا ہوں۔ آپ کو لازم ہے کہ یہ اشتہار ملفوفہ ہر اخبار میں بطور خود اپنے نام سے چھپوا دیجئے یا اور کسی کے نام سے اور اس کو اپنے طور پر اور عبارت (میں) لکھ دینا اور پہلا کلام سب روانہ کر چکا ہوں۔ یہ کسی کو خبر نہ ہو کہ اونہوں نے خود اشتہار لکھکر بھیجا ہے۔

از رامپور ۲۸ اپریل ۱۸۸۶ء

اپنے خاندان کا، اپنے علاقہ کا حال، اپنی آمدنی کا حال مفصّل لکھو۔

Marfat.com

بوستان قلم

نواب میرزا خاں داغ دہلوی

رامپور
۱۴ر جولائی ۱۸۸۷ء

بندہ نواز:- یہ غزلیں مع جواب تحریر تخمیناً آٹھ روز کے روانہ کرچکا ہوں۔ نہ پہنچیں۔ یہ آپ کی قسمت۔ تلاش کیجئے۔ اور جو ۲عـــہ روپیہ میرے پاس آئے ہیں اون کی مٹھائی ضرور تقسیم ہوگی مجکو خلجان ہوا کہ خط کیوں نہیں پہنچا۔ جلد رسید اس کی لکھیں۔ میں ابھی رامپور میں ہوں۔ میرا استعفا قبول نہیں ہوتا مگر میں بدل چھوڑ چکا ہوں۔

میں نے یہ غزلیں بتوجہ تمام بنائی تھیں۔ اب مجھ سے وہ فکر نہو سکے گی

(۲)

دلّی
۲۷ر نومبر ۱۸۸۸ء وقت شب

خان صاحب اقبال نشان ابجهت اقتران سلمہ اللہ تعالیٰ

آج تمہارا خط آیا۔ عدم شرکت کی شکایت رہے گی۔ تم وقت پر چلے گئے۔ پانچ ہزار آدمی کا کھانا معقول اور تین دن محفل رقص و سرود رہی۔ خدا نے آبرو رکھ لی۔ اگرچہ ایسی بیکاری میں ایسا صرف کثیر بے جا تھا مگر مجبوری۔ عند الملاقات میرا سلام کہنا۔ جو اوصاف اون کے میں نے تم سے بیان کی ہیں زیادہ پاؤ گے۔ یہ خط ادنکو دکھا دینا کہ میں نے شادی کے بعد خط نہیں لکھا نہ وہاں سے پہلا جواب آیا۔

Marfat.com

الحمد للہ کہ میں نے مسہلوں سے فراغ پایا۔ اب اچھا ہوں۔ تحریرات نواب حیدر علی خاں بہادر کی مجکو سفر دور دراز سے روک رہی ہیں۔ میں ابھی خاموش ہوں ورنہ یہ تنخواہیں گورنمنٹ تا حیات جاری رکھے گی۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نئے آئے ہیں۔ انتظام جدید ضرور ہو گا۔ یہ نہیں لکھ سکتا کیا ہو گا۔
مٹیا برج کا حال جو تم نے لکھا ہے فہم سے باہر ہے پھر لکھو۔ والدعا۔
راقم داغ دہلوی

سیّد نظیر الحسن

مہابن، ضلع متھرا
یکم فروری ۱۹۲۵ء

مخدوم و محترم بندہ جناب مولوی صاحب دام مجدکم۔ سلام نیاز
میں بفضلہ خیریت سے ہوں۔ جناب کی خیریت بلکہ حالات عرصے سے معلوم نہ ہوئے تھے شکر ہے کہ اتفاقیہ آپ کے صاحبزادے میاں عبداللہ خاں سلمہٗ کا خط "المیزان" کی تلاش میں آیا۔ میں نے اون کی معرفت آپ کی خیریت اور حالات دریافت کرائے۔ چنانچہ آپ کی خیریت اور حالات سے مطلع ہوا۔ شکر خدا بجالایا کہ میرے ایک قدیم عنایت فرما خیریت سے ہیں۔ اونہی کی معرفت جناب حکیم احمد حسین صاحب قبلہ کی خیریت اور حالات معلوم ہوئے۔ ورنہ میں بالکل سب صاحبوں کے حالات سے بے خبر اور لاعلم تھا۔
جناب کی قدم بوسی کو بہت طبیعت چاہتی ہے۔ آپ کی قابلانہ تقریر سے عجب لطف آتا تھا۔ آپ نے تو تشریف آوری کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہی نہ ہوا حالانکہ آپ اکثر آگرہ وغیرہ تشریف لاتے ہوں گے۔ خیر اگر میرا ہی کبھی بلند شہر آنا ہوا تو حاضر ہوں گا۔ بلند شہر میں میرے ایک عزیز انسپکٹر جنگلی میں ہیں۔
آپ کے صاحبزادے صاحب نے میری کتاب "المیزان" کا اشتیاق ظاہر

Marfat.com

کیا تھا اور لکھا تھا کہ کہاں سے بہ قیمت مل سکتی ہے۔ میں عرصہ سے ایک جلد بطور نذر آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت میں نے بہت سے مقالات آپ کو سنائے تھے اور آپ کی رائے کے مطابق اس میں ترمیم وغیرہ کی تھیں اور درحقیقت آپ کے عالمانہ مشوروں سے مجھے بیحد مدد ملی تھی۔ اس وجہ سے مجھ پر واجب تھا کہ اس کی ایک جلد آپ کی خدمت میں پیش کروں قبول فرما کر ممنون فرمائیے۔

میری استدعا ہے کہ آپ اس کے اکثر مقالات ملاحظہ فرمائیں! خدا کا شکر ہے کہ آپ کی دعا و برکت سے "المیزان" نے بہت ہردلعزیزی حاصل کی۔ یہ پنجاب یونیورسٹی کے نصاب "آنرز زبان اردو" میں داخل ہوگئی۔ پھر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے "ایف۔اے" کے نصاب میں داخل ہوئی اور اب الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان "ایم۔اے۔اردو" کے نصاب میں ۱۹۲۵ء سے داخل ہوگئی ہے۔ یعنی یہ ناچیز تصنیف مولوی شبلی۔ مولوی نذیر احمد اور مولوی محمد حسین آزاد کی قابلانہ تصانیف کے دوش بدوش یونیورسٹیوں کے نصاب میں جگہ پاگئی ہے۔

اب اس کی بہت تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جناب کو ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ میں نے کس اہتمام سے کیسے عمدہ کاغذ پر کیسی خوشخط طباعت کرائی ہے۔ اب اس گرانی کے زمانہ میں ایسے اہتمام سے طبع ہونا مشکل ہے۔ جن صاحبوں کے پاس اس ایڈیشن کی جلد پہنچ جائے غنیمت ہے۔

شکر ہے کہ آپ کے کتب خانہ میں داخل ہونے کی عزت اس کو حاصل ہوگئی۔ ہمیشہ خوشنودیٔ مزاج سے مشرف فرماتے رہیں۔ حکیم صاحب کو سلام نیاز اور صاحبزادہ صاحب کو دعا کہدیجئے۔ فقط۔ زیادہ تسلیم

احقر العباد سید نظیر الحسن عفی عنہ

Marfat.com

میر قطب الدین اشک

موضع اُرمرا تحصیل شکوہ آباد
ضلع مین پوری

محترم بندہ زاد عنایتکم! سلام شوق قبول باد۔ یہاں بضرورت آیا ہوں۔ یہ لوگ مرید ہیں۔ جس روز سے آپ سے علیحدہ ہوا کوئی وقت ایسا نہیں کہ بچوں کے خیال سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت دے۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی مزخرفات جمع کرتا ہوں۔ میں نے وہی زمین استاد ذوق قدس سرہ کی کہ جس میں اون کا سر دیوان مطلع ہے پسند کی ہے۔ دو غزلیں بنظر اصلاح درج خط ہیں۔ ضرور دیکھ کر مرحمت یہیں ہوں۔ ایک ہفتہ قیام ہے نئے رنگ کی غزل اوّل ہے اور دوسری کا خاص رنگ ہے۔ سب کو دعا۔

قطب الدین

ڈاکٹر مختار احمد انصاری ـــ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری

دفتر مسلم یونیورسٹی لیگ

۳ر اپریل

برادر محترم! اسلام علیکم۔ جناب فضل الحسن حسرت موہانی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ یونیورسٹی کے متعلق نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں

میر قطب الدین اشک: مقام جلیسر ضلع ایٹہ کے سادات میں سے اور میرزا داغ کے شاگرد رشید تھے جن کا ذکر مثنوی فریاد داغ میں آیا ہے۔

میرے ہمراہ میر قطب الدین — اشک ریزاں بحالت غمگین
میری غمخواریوں سے کام اونہیں — میری دلداریوں سے کام اونہیں
وہ مرے دل کو اسطرح لائے — کوئی گھائل کو جسطرح لائے

Marfat.com

جزاک اللہ۔

آپ اپنے ہم خیال اصحاب کے ساتھ ۹ر تاریخ تک لکھنؤ پہنچ جائیں ہمارے لوگ آپ کے خیر مقدم کے لئے سٹیشن پر موجود ہوں گے۔ اور آپ کی رہائش اور آسائش وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام کر دیں گے۔

خاکسار مختار احمد (انصاری)

سید عبد الرحمان (بجنوری)

سکرٹریان

Marfat.com

میرے نام

(محمد عبداللہ خاں خویشگی)

Marfat.com

خواجہ حسن نظامی کا ایک خط مع سرنامہ

تارکا پتہ۔ "خواجہ دھلی"
ٹیلیفون ذاتی ۲۱۳۲

ٹیلیفون دفتر اخبار | روزنامچہ ۵۶۵۲
| روزانہ عادل ۵۶۷۳

از دفتر
خواجہ حسن نظامی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا۔ دھلی

TELE | GRAMS: "KHAWAJA." DELHI.
| PHONE RESIDENCE: 2132.

TELEPHONES | ROZNAMCHA – 5652.
| ADIL – 5673.

Office of Khawaja Hasan Nizami, Dargah Nizam-ud-din Aulia,

DELHI.

۲۲ رمضان ۱۳۵۲ھ

خاں صاحب سلام علیکم۔ نادم ہوں جواب میں دیر ہوگئی۔ آپکے مضامین ابھی پڑھ نہیں سکا۔
انگریزی اصل ہی سامنے ہوتی تو اندازہ آسانی سے ہو جاتا۔ تاہم آپکی تحریر صاف ہے۔ خیالات
کو ادا کر سکنا ہی مضمون نویسی ہے۔ میں آپکو کیا سکھا سکتا ہوں۔ خود وہ اخبار نویسی نہیں
جانتا جسکی آجکل آندھی چل رہی ہے۔ تاہم رمضان کے بعد آئے۔ چند روز یہاں رہئے۔
میں گاؤں میں رہتا ہوں جہاں طعام وقیام دیہاتی طرز کا ہوتا ہے۔ آپ نے اسکو
برداشت کر لیا تو یہ بھی ایک مضمون ہوگا جسکو آپ سیکھ لینگے۔ حسن نظامی

مندرجۂ بالا عکسی خط کا متن

۲۲ رمضان ۱۳۵۲ھ

خاں صاحب سلام علیکم۔ نادم ہوں جواب میں دیر ہوگئی۔ آپکے مضامین ابھی پڑھ نہیں سکا۔ انگریزی اصل ہی سامنے ہوتی تو اندازہ آسانی سے ہوجاتا۔ تاہم آپکی تحریر صاف ہے۔ خیالات کو ادا کرسکنا ہی مضمون نویسی ہے۔ میں آپکو کیا سکھا سکتا ہوں۔ خود وہ اخبار نویسی نہیں جانتا جسکی آجکل آندھی چل رہی ہے۔ تاہم رمضان کے بعد آئے۔ چند روز یہاں رہئے۔ میں گاؤں میں رہتا ہوں جہاں طعام وقیام دیہاتی طرز کا ہوتا ہے۔ آپ نے اسکو برداشت کرلیا تو یہ بھی ایک مضمون ہوگا جسکو آپ سیکھ لینگے۔

حسن نظامی

(مہر ڈاکخانہ ۹ جنوری ۱۹۳۴ء)

136944

Marfat.com

احسن مارہروی

مارہرہ، ضلع ایٹہ، سرکار خرد
۳ مئی سنہ ۱۹۳۹ء

جناب محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"فرہنگ عامرہ" کے مطالعہ کا شوق ہے۔ مارہرے میں فقیر نے ایک کتب خانہ قایم کیا ہے اور خادم بدو شعور سے خدمت ادب کر رہا ہے۔ اگر یہ خصوصیت کسی رعایت کی مستحق ہو تو نظر انداز نہ فرمائی جائے۔ بہر حال حسب رعایت اور حسب حیثیت سے مناسب ہو ایک نسخہ میرے نام بھیجدیا جائے۔ والسلام

دعاگو سید علی احسن۔ احسن مارہروی

سجادہ نشین خانقاہ سرکار خرد

(۲)

مارہرہ، ضلع ایٹہ، سرکار خرد
۲۹ مئی سنہ ۱۹۳۹ء

شفیقی و محبی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "فرہنگ عامرہ" کی طلبی کا خط بھیجکر میں دہلی اور علیگڈھ چلا گیا تھا کل واپس ہوا ہوں۔ آئی ہوئی ڈاک میں لغت مذکور کا شرف مطالعہ حاصل ہوا۔ اس کا تذکرہ علیگڈھ میں محبی ابراہیم خاں صاحب سے ہوا تھا۔ اس کرم اور خصوصی مہربانی کا بہت شکریہ۔ یہ معلوم کر کے کہ مجھے آپ اور آپ کے خاندان سے روحی اور معنوی خصوصیت ہے بہت زیادہ مسرت ہوئی۔ اس سلسلے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت استاد مرحوم (مرزا داغ) کے کلام اور سوانح کے متعلق میں برابر اور علی الاتصال کام کرتا رہتا ہوں۔ کبھی فرصت کی وجہ سے یہ تسلسل کبھی کبھی قائم نہیں رہتا۔ فی الحال "زبان داغ" کے نام سے ان کے کلام کا ایسا انتخاب جس میں عطف و اضافت فارسی نہیں مطبع میں جا چکا ہے

Marfat.com

اور اب "انشاءِ داغ" کے نام سے ان کے خطوط مرتب کر رہا ہوں۔ یہ سنکر کہ برادر محترم حضرت فیروز کے نام استاد مرحوم کے خطوط تھوڑے بہت محفوظ ہیں بے حد خوشی ہوئی میں ممنون اور شکرگزار ہوں اگر ان موجودہ خطوط کی نقل مجھے کال اصل عنایت کردی جائے وہ خطوط حسب عادت استاد مرحوم غالباً زیادہ اصلاحی ہوں گے۔ اس لئے گزارش ہے کہ ان اصلاحوں کو بحرفہ نقل فرمایا جائے۔ اور اس خط پر جو عبارت ہو مع تاریخ و دستخط ہو وہ بھی نقل کی جائے ان کے علاوہ جو خطوط جداگانہ ہوں وہ بھی بصورت نقل لکھے جائیں۔ میں مصر نہیں ہوں کہ اصل خط مجھے بھیجے جائیں۔ لیکن اگر مجھ پر اعتماد فرمایا جائے گا۔ تو میں جلد از جلد ان اصل سے نقل لے کر واپس کردوں گا۔

اس خود غرضانہ تحریر کے بعد فرہنگ کی بابت عرض ہے کہ چند ضروری الجواب خطوط لکھنے کے بعد اس کا مطالعہ شروع کروں گا اور اس کا تبصرہ اپنی حیثیت اور فہم کے مطابق مفصل لکھ کر حاضر خدمت کروں گا مطمئن رہیئے۔

میرے برادر محترم اور اپنے والد ماجد معظم کی خدمت بابرکت میں سلام شوق پہنچایا جائے۔ بوجہ عجلت یہ خط لکھا گیا ہے۔ اس بے ربطی اور گھسیٹ کو معاف فرمایئے کہ کثرت کار میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ والسلام

دعاگوئے انام احسن بدنام

(۳)

مارہرہ

۲۹ جون ۱۹۳۹ء

لطف فرمائیم۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ دعاگو مسوری گیا بھی اور آ بھی گیا۔ ٹھہرنے کا ارادہ تھا مگر نہ ٹھہر سکا جس کے لئے یہ قطعہ کہا گیا ؎

کیا کروں سیر کوہِ منصوری کہ اسیرِ شکستہ حالی ہوں
دل ہے کہتا نہیں بھرا میں بھی جیب کہتی ہے میں بھی خالی ہوں

Marfat.com

واپس آکر آپ کا نوازش نامہ ملا۔ زندہ رہا تو انشاء اللہ سردیوں میں خورجے کا آچار کھاؤں گا۔

زیادہ زیادہ والسلام

دعاگوئے انام احسن بدنام

حامد اللہ افسر میرٹھی

۵۹، نیا گاؤں لکھنؤ
۲۰ ر اگست ۱۹۳۹ء

محترمی و مکرمی، جناب خاں صاحب۔ السلام علیکم۔ نوازش نامہ موصول ہوا، یاد آوری کا شکریہ۔ "فرہنگ عامرہ" وصول ہوئے کئی ہفتے ہو گئے، مجھے افسوس ہے کہ بعض وجوہ سے جواب میں تاخیر ہوئی، امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ "فرہنگ عامرہ" ہر تعریف و توصیف سے بالاتر ہے۔ آپ کی محنت اور تحقیق کی داد نہ دینا ظلم ہے، چالیس ہزار الفاظ کا ایک مختصر سے حجم میں جمع کر دینا، معنی کی تفہیم میں اختصار اور وضاحت کا خیال رکھنا، تلفظ کی توضیح جدید مغربی زبانوں کے طرز پر ہر لفظ کے ٹکڑے کر کے کرنا اس قدر دشوار کام تھا کہ علماء کی ایک جماعت سے بھی اس کا بخیر و خوبی انجام کو پہنچنا مشکل تھا۔ اس کا صلہ آپ کو حکومت سے ملنا چاہیئے، حامیان اردو غریب ہیں، اُن کے پاس "دعا" کے سوا دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے!

میں ۲۶ ر اگست کی شام کو آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن لکھنؤ سے چند کتابوں پر ریویو کروں گا، میں نے ریڈیو اسٹیشن کو ٹیلیفون کر کے دریافت کیا تھا کہ کیا میں فرہنگ عامرہ کو ان کتابوں میں شامل کر لوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کتاب پر ریڈیو (لکھنؤ) سے ریویو ہو چکا ہے۔ آپ ان کو لکھ کر اس ریویو کی ایک نقل منگا لیجیے۔

Marfat.com

آپ ضرور لکھنؤ تشریف لایئے، مجھے انتظار رہے گا، میرٹھ میں برابر جاتا رہتا ہوں۔ انشاء اللہ اب کے جانا ہوا تو ضرور خود جبہ آنے کی کوشش کروں گا۔ امید کہ مزاج والا بخیریت ہوگا۔

اسیر خلوص حامد اللہ افسر

مولانا حسین احمد مدنی

دیوبند

۲۸ رجب ۱۳۵۸ھ

محترم المقام زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف
والانامہ باعث سرفرازی ہوا۔ یاد آوری کا شکر گذار ہوں۔ ان دنوں انتہائی مصروفیت میں مبتلا ہوں۔ باوجود پوری کوششوں کے ہمرد ذہ عریضہ ارسال نہ کرسکا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ کتاب جناب نے ادھر روز عنایت فرمائی تھی۔ مندرجہ ذیل الفاظ پیشکش کرتا ہوں۔

بے شک یہ کتاب اپنے نئے اسلوب پر نہایت عرق ریزی سے تیار کی گئی ہے۔ اردو خواں طلبہ کے لئے بہت زیادہ نافع اور مفید ہے۔ میرا خیال ہے کہ نہ صرف اسکول اور کالج کے طلبہ بلکہ ان کے مدرسین بھی اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ ان کے لئے تعلیم و تعلم کے سلسلے میں یہ کتاب آب حیوۃ کا کام دے گی۔ نیز ارباب علم و شائقین اردو و فارسی کے لئے بھی نہایت کار آمد ہے۔ میں علم دوست طبقہ سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں بیش از بیش حصہ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مؤلف موصوف کو اس علمی خدمت کی جزائے خیر عطا فرمائے

حضرت مولنا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ نیز والد ماجدہ اور دیگر واقفین و پرسان حال سے بھی سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

(مہر ڈاکخانہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۹ء)

Marfat.com

سر تیج بہادر سپرو

۱۹- البرٹ روڈ' الہ آباد
مورخہ ۸ نومبر ۱۹۲۹ء

جناب مخدوم تسلیم و نیاز مجھے سخت افسوس ہے کہ میں گرامی نامہ مورخہ ۱۳ جون کا جواب اس وقت نہ دے سکا۔ اور نہ آپ کی کتاب "فرہنگ عامرہ" کے بارے میں کچھ لکھ سکا۔ میں مئی اور جون کے مہینے میں سخت علیل تھا۔ اور قریب المرگ تھا۔ اخیر جون میں بوجہ بیماری کے مجھے کشمیر جانا پڑا کہ جہاں سے ستمبر کے مہینے میں واپس آیا۔ اس وقت بھی طبیعت میری اچھی نہیں ہے۔

میں آپ کی عنایت کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک جلد اپنی کتاب کی عطا فرمائی۔ اس عرصہ میں میں نے چند بار آپ کی کتاب کا مطالعہ کیا۔ میں بہت خوش ہوں کہ ایسی فرہنگ اس وقت شائع ہوئی۔ میری رائے ناقص میں یہ نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اور ہم سب کو جن کو کہ اردو سے تعلق ہے آپ کا احسان ماننا پڑے گا کہ آپ نے اس قدر محنت کے ساتھ اس کتاب کو تیار کیا۔ یہ لغت نہایت قابل قدر ہے۔

زیادہ نیاز۔

بندہ تیج بہادر سپرو

نواب محمد اسمٰعیل خاں

میرٹھ
۲۷ر فروری ۱۹۴۰ء

مکرمی محمد عبداللہ خاں صاحب السلام علیکم۔ عنایت نامے اور مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے بلند شہر میں مسلم لیگ کے وقار کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔

Marfat.com

جناب قبلہ مولانا صاحب اور دیگر حضرات کی امداد سے یہ کامیابی حاصل ہوئی۔
امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام۔

محمد اسمٰعیل خاں

امتیاز علی خاں عرشی

کتاب خانہ رامپور
۱۱ مارچ ۱۹۴۳ء

مکرمی سلام مسنون! میں ایک مہینے کے بعد لاہور سے واپس آیا تو آپ کا استفسار نامہ ملا۔ آپ کی یاد آوری کا بہر حال منت پذیر ہوں۔

مولوی نجم الغنی خاں مرحوم کی ولادت ۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ کو رامپور میں ہوئی۔ اور اوائل عمر میں اپنے والد کے پاس اودے پور چلے گئے۔ اور وہاں فارسی عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں ۱۳۰۱ھ میں رامپور آکر علوم عربیہ کی تکمیل کی۔ مولوی عبدالحق خیرآبادی، مولوی محمد طیب مکی اور مدرسہ عالیہ کے دیگر اساتذہ سے فیض پایا۔ ۱۸۹۰ء میں مدرسہ عالیہ کے آخری درجہ کو پاس کیا اور نمبر اول رہے۔

اخبار الصنادید (تاریخ رامپور) کی تصنیف کے سلسلے میں سَو روپیہ ماہوار نواب سید حامد علی خاں بہادر نے مقرر فرمایا تھا۔ سرکار حال نے کتاب خانہ کا ناظم مقرر فرمادیا۔ اسی عہدے پر غالباً جون ۱۹۳۲ء کے آخر میں انتقال ہوگیا۔ کیونکہ یکم جولائی سے ان کا نام بوجہ فوتی خارج کیا گیا ہے۔

میں پنجاب کے لئے اردو کا کورس مرتب کر رہا ہوں۔ اس میں آپ کا ایک مضمون "خونابِ حسرت" (شائع شدہ در رسالہ ہمایوں) داخل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ کی اجازت ہے؟ والسلام۔

مخلص عرشی

Marfat.com

حفیظ جالندھری

نئی دہلی
۳۱ر مارچ ۱۹۴۲ء

میرے کرم فرمائے مکرم! السلام علیکم۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اور آپ کا مجھ ناچیز کے غریب خانہ پر آنا معلوم ہوا تھا۔ مجھے ندامت ہے کہ میں گھر پر نہ تھا۔ آپ کی محبت ارد حفیظ تونسوی آپ کو وہاں تک لائے اور میں ملاقات سے محروم رہا میں کیا عرض کروں کتنا مصروف اور کس قدر مجبور رہوں۔ شاید یہ ایک بیت میری حالت ظاہر کر سکے ؎

میری مجبوریاں کیا پوچھتے ہو
کہ جینے کے لئے مجبور ہوں میں

جس خدمت پر مامور ہوں اس کے مبادیات کے الجھاؤ کا تذکرہ فضول ہے۔ لیکن یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کے ساتھ ساتھ تنہائی اور تنہائی کا احساس — کنبہ کی اتھاہ ذمہ داریاں — ان سب نے ایسا باندھ رکھا ہے کہ کوئی وعدہ کرنے کے قابل نہیں۔ لیکن خدا سے امید رکھتا ہوں کہ کسی روز اس قید سے ایک دن کے لئے نکل بھاگوں گا آپ کے والد بزرگوار سے بھی شرف نیاز حاصل کروں گا اور آپ سے بھی درد دل کہہ سکوں گا۔

دعاگو حفیظ جالندھری

(۲)

۴۔ فلیگ اسٹاف روڈ، دہلی
۲۲ر مئی ۱۹۴۲ء

برادر مکرم جناب محمد عبداللہ خاں صاحب خویشگی۔ السلام علیکم
آپ کا ۲۶ر اپریل کا محبت نامہ سامنے ہے۔ جواب جلد نہ دے سکا۔ ۲۳ر اپریل سے

Marfat.com

، رتی تک دورے پر رہا۔ آیا تو دفتر کی تبدیلی اور پھر بعض مقامی جلسہ جلوسوں میں کھنچا کھنچا پھرا۔ معافی چاہتا ہوں۔

آپ کے گرامی نامہ سے جسے میں محبت نامہ کہہ رہا ہوں۔ اخلاص کا پتہ چلتا ہے۔ اور چونکہ یہ جنس بہت کمیاب ہے۔ اس لئے میں عزیز رکھتا ہوں۔ اور میری تمنا ہے کہ آپ اور آپ کے والد صاحب سے ملاقات بھی نصیب ہو۔ اگرچہ یہ جانتا ہوں کہ میرے متعلق جو حسنِ ظن آپ کو ہے۔ کہیں میں ملاقات کے بعد اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔ بہت سی چیزیں دور سے بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ قریب آنے پر ان کی خوبیوں سے ملی جلی خرابیاں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ جیسے کوہسار کے مناظر دور سے دلکش ہیں۔ قریب جانے پر غار اور بد نما پتھر بھی سامنے آجاتے ہیں۔ اور دشوار گذاری بھی تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ بہر صورت زندگی یہی ہے۔

جانِ برادر۔ ایک قلبِ مخلص اور ایک نگاہ اعتبار کا متمنی ہمیشہ سے ہوں اور رہوں گا جہاں بھی مل جائے جی لیتا ہے۔ خود کیا ہوں۔ جانتا ہوں۔ جو نہیں ہوں اُس کو طلب کرتا ہوں ـــــ میرا ان دنوں خورجہ آنا ممکنات سے نہیں، البتہ خربوزوں کا ذکر کر کے آپ نے میرے کام و زبان کو دعوت دی ہے۔ خیر! قسمت میں ہوئے تو مل ہی رہیں گے۔ آپ ان دنوں کبھی تشریف لا سکیں تو دو چار خربوزے لیتے آیئے گا ــــ دو چار اس لئے کہ تنہا ہوں آموں کے موسم میں تو خورجہ آنا ہی پڑے گا۔

ہجوم میں تنہائی تو لازمی ہے ــــ اور میں تو اس پوری دنیا بلکہ کائنات میں تنہا ہوں ہر طرح سے تنہا ــــ خیر یہ باتیں ملاقات کے بعد اگر مناسب نظر آیا تو ہوتی ہی رہیں گی۔ آئیں تو میرے یہاں بھی آپ خاموشی اور تنہائی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ یہ جگہ علی پور روڈ کی پشت پر، پرانی سیکرٹریٹ کے قریب ہے۔

حفیظ جالندھری

Marfat.com

غلام رسول مہر

ریلوے روڈ، لاہور

۱۳ مارچ ۱۹۴۲ء

مکرمی! مجھے اپنے حالات سے کبھی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ ان میں دلچسپی کی کوئی چیز تھی کہ تحقیق و کاوش کی زحمت گوارا کی جاتی۔ صرف از رہ امتثال امر چند سطریں لکھتا ہوں۔

میں ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوا۔ مہینہ غالباً مئی تھا۔ دن معلوم نہیں۔ میرا وطن ایک چھوٹا سا قریہ ہے جس کا نام "پھول پور" ہے۔ جالندھر شہر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آباؤ اجداد کا پیشہ کشاورزی تھا۔ انہوں نے اپنی محنت سے اتنی زمین پیدا کر لی تھی۔ جو نہ محض میرے وطن میں بلکہ آس پاس کے مواضع میں بھی دنیا داری کے نقطۂ نگاہ سے خاصے اعزاز کا نشان بن گئی تھی۔

میرے دادا اور والد پڑھے لکھے نہ تھے۔ لیکن والد مرحوم کے مقاصد زندگی میں سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ مجھے اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ بلکہ انہوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ میٹرک کے بعد مجھے ولایت بھیجیں گے۔ میرا حافظہ ابتدا ہی سے بہت اچھا تھا۔ جماعت میں اول نمبر پر رہتا تھا۔ اس لئے والد مرحوم کو یقین تھا کہ میں ان کے تمام حوصلوں کو بہترین طریق پر پورا کر سکوں گا۔ لیکن میں صرف گیارہ برس کا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بستر مرگ پر انہوں نے میرے ماموں صاحب اور والدہ صاحبہ کو بلا کر صرف ایک وصیت کی اور وہ یہ کہ میری تعلیم میں نہ محض کوئی رکاوٹ پیدا ہو بلکہ اس کا پورا اہتمام کیا جائے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں کتنا ہی خرچہ برداشت کرنا پڑے۔ اس کے بعد والدہ مرحومہ نے میری تعلیم کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ جالندھر کے مشن ہائی اسکول سے میں نے میٹرک پاس کیا اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔اے کی سند لی۔

Marfat.com

آٹھویں جماعت سے شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ الیف۔ اے میں تھا کہ طبیعت سیاسی کاموں کی طرف راغب ہوگئی۔ بی۔ اے کی سند لینے تک میں فیصلہ کر چکا تھا کہ ملازمت نہیں کروں گا۔ بلکہ یا تو شعر و ادب کی خدمت میں زندگی گذاروں گا۔ یا اخبار نویسی کروں گا۔ والدہ مرحومہ کے لئے یہ خیالات و افکار بڑی مایوسی کا باعث تھے۔ اگرچہ انہوں نے میری دلداری کے پیش نظر کبھی کھُل کر ان کا اظہار نہیں کیا تھا لہٰذا ان کے پاس خاطر سے میں نے تین برس تک حیدر آباد میں ملازمت بھی کی۔

ترک موالات کے آغاز میں میرا ارادہ یہ تھا کہ لاہور سے اپنا اخبار جاری کروں لیکن میں ان انتظامات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کہ بعض دوستوں نے مجھے بہ اصرار "زمیندار" میں بلا لیا۔ مولانا ظفر علی خاں پہلے گرفتار ہو چکے تھے۔ مولانا اختر علی خاں بھی قید میں تھے۔ سالک صاحب کے خلاف مقدمہ دائر ہو چکا تھا۔ اور اخبار کو جاری رکھنا لازم تھا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں چند یوم کے لئے اور ۱۹۲۲ء سے مستقلاً میں زمیندار کا ایڈیٹر بن گیا۔ نومبر ۱۹۲۲ء میں سالک صاحب رہا ہو کر آگئے۔ اور ان کے ساتھ رفاقت و محبت کا وہ پیمان بندھا کہ خدا کے فضل سے اب تک ہر اختلال سے محفوظ رہا ہے۔ اور امید ہے کہ تا دم زیست محفوظ رہے گا۔ اپریل ۱۹۲۷ء سے ہم دونوں نے "انقلاب" جاری کیا۔

یہ میرے حالات کا سرسری مرقع ہے۔ اگر کسی امر کے متعلق تفصیل مطلوب ہو تو بے تکلف حکم دیجئے۔ تعمیل میں حتی الامکان کوتاہی نہ ہوگی۔ والسلام

آپ کا مہر

تارا شنکر ناشاد

بمبئی

۱۰ مئی ۱۹۴۳ء

مکرمی تسلیم۔ بصد تکریم۔ گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ یاد فرمائی کا

Marfat.com

شکریہ۔ رہنے والا میں اودھ کا ہوں۔ گونڈہ ضلع میں ایک موضع کالیتھوں کا تھارو ہے۔ وہیں کی پیدائش ہے۔ صحیح تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ انٹرینس کے سرٹیفکٹ کی رو سے تاریخ پیدائش ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔

فی الحال بستی میں مقیم ہوں۔ یہاں ایک ہائی اسکول میں اسسٹنٹ ماسٹر ہوں۔ مستقل تصنیف شاید قسمت میں نہیں کیونکہ یہ چیز فرصت کی ہے اور فرصت یہاں مرنے کی نہیں۔ افسانوں کا مجموعہ نکلنے جا رہا ہے۔ کتابت ہو رہی ہے۔ غزلیں، افسانے، ڈرامے اور مختلف مضامین ہندوستان کے مشہور جریدوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

اس طرف مشاعروں اور کانفرنسوں کی صدارت سے فرصت نہیں ملتی۔ مختصر یہ کہ اپنی پیاری زبان اردو کی خاموش خدمت ہی اپنی زندگی کا اہم ترین فریضہ سمجھتا ہوں۔ اس خدمت کو اگر کسی طرح شرف قبولیت حاصل ہو جائے تو میرے لئے یہی بہت ہے۔ زیادہ نیاز

خاکسار ناشاد (ام۔اے۔ایل۔ٹی)

فراق گورکھپوری

بینک روڈ، الہ آباد

۱۳ مئی ۱۹۴۲ء

کرمی، سال پیدائش مری ۱۸۹۶ء ہے۔ وطن ضلع گورکھپور ہے۔ مفصل حالات مرے سالنامہ نگار لکھنؤ ۱۹۳۱ء میں آپ کو ملیں گے۔ آپ حضرت نیاز فتحپوری سے وہ سالنامہ منگالیں۔ یا خورجہ میں نگار آتا ہو تو وہاں دیکھ لیں۔

میرا کلام دو جلدوں میں عنقریب انڈین پریس سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد دو جلدوں میں میرے مضامین نثر شائع ہوں گے۔

میں الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کا پروفیسر ہوں اور یہیں پر رہتا ہوں۔

Marfat.com

مجھے افسوس ہے کہ میری ملاقات آپ کے ان دونوں بھائیوں سے نہیں جن کا ذکر آپ نے کیا ہے۔

نیازمند رگھوپتی سہائے فراق

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

ترجمان القرآن

۶ رجولائی ۱۹۴۲ء

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میرا پورا نام سید ابوالاعلیٰ مودودی ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ابوالاعلیٰ میری کنیت ہے' نام کچھ اور ہوگا۔ حالانکہ میرے والد نے میرا نام یہی رکھا ہے۔

میرا وطن دہلی ہے۔ اگرچہ میں پیدا اورنگ آباد دکن میں ہوا ہوں۔ تاریخ ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء ہے۔

خاکسار ابوالاعلیٰ

مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی

دفتر روزنامہ ہند کلکتہ

۲۵ جولائی ۱۹۴۲ء

مکرم بندہ زاد لطفہٗ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ واقعی آپ کا خط پہنچا تھا' مگر میں جواب لکھنا بھول گیا۔ معاف فرمایئے۔

میری عمر اس وقت غالباً چوالیس ۴۴ سال کی ہے۔ تاریخ پیدائش معلوم نہیں لیکن مجھ سے دو بڑے بھائیوں کی تاریخیں لکھی ہوئی ہیں۔ انہی کے حساب سے میں اپنی عمر اتنی سمجھتا ہوں۔ ممکن ہے ایک برس کم ہو یا زیادہ۔

میری ترجمہ کی ہوئی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان میں امام ابن تیمیہ

Marfat.com

کی کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ خود میری تالیفات میں سے "رحمت مصطفیٰ"، "رحلت خلفاء راشدین"، "شہید کربلا" اور "سراپا ہے حبیب" چھپ گئی ہیں۔ باقی مسودے پڑے ہیں۔

خاکسار ملیح آبادی

سید ہاشمی فریدآبادی

فرید آباد

۲۶ر جولائی ۱۹۴۲ء

جناب مکرم زاد لطفہ'۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ میرے بھائی کہتے تھے کہ وہ آپ کے منتظر رہے۔ آپ نے کئی سوال تحریر فرمائے ہیں۔ جواب میں مجھے جو کچھ معلوم ہے تحریر کرتا ہوں۔ تحقیق و تلاش سے اور معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے وقت اور محنت درکار ہے۔

راقم الحروف کا سن ولادت ۱۸۹۰ء ہے۔ سید مطلبی صاحب سلمہ ۱۸۹۳ء کی پیدائش ہیں۔ دیہاتی زبان پر بعض مضمون اور ایک ڈراما "کسان رُت" اور ایک مثنوی ان کی تصانیف چھپ چکی ہیں۔ میرے والد مرحوم نواب سید احمد شفیع صاحب نیّر کی ولادت ۱۸۶۴ء اور وفات ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔

قتیل پر یہاں کے ایک نوجوان انشاپرداز اسد علی نے "قتیل اور غالب" کے نام سے رسالہ لکھا ہے جسے مکتبہ جامعہ ملیہ نے چھاپا ہے۔ والتسلیم۔

خاکسار سید ہاشمی

سدرشن

بمبئی

۲۶ر جولائی ۱۹۴۲ء

جنابِ من! تسلیم۔ مزاج شریف'۔ جواب میں عرض ہے میرا نام سُدرشن

Marfat.com

ہے۔ صرف سدرشن۔ نہ سدرشن لال۔ نہ سدرشن داس اور نہ سدرشن چند۔ پہلے نام بدری ناتھ تھا۔ اسے چھوڑے برسوں گذر گئے۔ اب اگر کوئی یہ نام لے۔ تو نہ چونکتا ہوں نہ گردن اپنے آپ اٹھتی ہے۔ نہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اب کوئی اس بھولے بسرے نام کو میری ذات سے منسوب کرے۔

وطن سیالکوٹ (پنجاب) ہے۔ سن ولادت ۱۸۹۶ء ہے۔ تصنیفات کی تعداد قریباً اسّی ہے۔ جن کے سات لاکھ نسخے اس وقت تک فروخت ہو چکے ہیں۔

آپ کا سدرشن

سعید احمد مارہروی

آگرہ

۲۸ر جولائی ۱۹۳۲ء

مخدوم و مکرم بندہ۔ السلام علیکم۔ والا نامہ موصول ہو کر باعث عزت افزائی ہوا۔ سات آٹھ برس سے علیل ہوں۔ اس وجہ سے تفصیلی جواب دینے سے معذور ہوں۔ مختصراً لکھتا ہوں۔

میرا سال پیدائش دسمبر ۱۸۷۵ء ہے۔ میری تصانیف حسب ذیل شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۔ مرقع اکبر آباد (تاریخ آگرہ) ۲۔ بوستانِ اخیار۔ ۳۔ رپورٹ مساجد اکبر آباد۔ ۴۔ حیات خسرو ۵۔ آثار اکبری (تاریخ فتحپور سیکری) ۶۔ رہنمائے فتحپور سیکری۔ ۷۔ امرائے ہنود۔ ۸۔ حیات صالح۔ ۹۔ ریاض محمدیہ (سوانح عمری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۰۔ آثار خیر۔

میرا وطنِ واقعی مارہرہ ہے۔ میں ۱۸۹۴ء سے بسلسلۂ ملازمت و خدماتِ قومی آگرہ میں مقیم ہوں۔ والسلام۔

سعید احمد مارہروی

Marfat.com

نوح ناروی

نارہ ضلع الہ آباد
۲ راگست ۱۹۴۲ء

عزیزی سلمہٗ دعا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ میرا نام محمد نوح اور تخلص نوح ہے۔ میں یکم شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۷۹ء کو اپنے ننہال بھوانی پور تحصیل سلون ضلع رائے بریلی (اودھ) میں پیدا ہوا۔ میرے مختصر حالات بیشتر رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ بھائی صاحب سے سلام شوق کہنا۔ زیادہ دعا۔ فقط

نوح ناروی

اختر شیرانی

مہندی باغ، ٹونک راج
۱۲ راگست ۱۹۴۲ء

شفیقی و کرمی۔ سلام و نیاز۔ نامہ گرامی نامہ پہنچا۔ ممنون فرمایا۔ میرا نام داؤد خاں رکھا گیا تھا۔ غالباً خاندانی ناموں کے سلسلے میں قافیہ پیمائی مقصود تھی۔ مگر ہوش سنبھالنے کے بعد مجھے اس نام سے نفرت ہو گئی۔ اور میں نے اسے ترک کر دیا۔ میرا تاریخی نام مسعود خسرو ہے۔ بہتر ہو کہ آپ اسے درج فرمائیں۔ سن ولادت ۱۹۰۵ء ہے۔

والد ماجد (پروفیسر محمود خاں) کا سال ولادت ۱۸۸۰ء ہے۔

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ والسلام۔

صداقت کیش اختر شیرانی

Marfat.com

احسان دانش

مکتبہ دانش، مزنگ لاہور
۱۳ر اگست ۱۹۴۲ء

محترم بندہ سلام مسنون ـ میرا نام احسان الحق اور والد کا نام دانش علی، اس لئے احسان دانش لکھتا ہوں۔ وطن قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر یو۔پی۔سال ولادت مجھے معلوم نہیں کیونکہ ایسی معاشرت میں پرورش پائی ہے جہاں یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کبھی ولادت معلوم کرنے کی ضرورت پڑیگی اور گاؤں میں تو ٹیکہ کے خوف سے بچوں کو لکھوایا بھی نہیں جاتا۔ چنانچہ میرا ایک بچہ جو کاندھلہ میں پیدا ہوا۔ آسے انہوں نے اب تک لکھوایا ہی نہیں۔ اور میں اب اس کی عمر بھی نہیں بتا سکتا۔

میری عمر غالباً ساڑھے اٹھائیس۲۸ یا انتیس۲۹ سال ہوگی۔ صحیح اندازہ نہیں۔ والسلام۔

احسان دانش

احمد ندیم قاسمی

خانیوال۔ ضلع ملتان
۲۰ر اگست ۱۹۴۲ء

محترمی و مکرمی تسلیمات ـ میں آج ہی گاؤں سے واپس آرہا ہوں، یاد فرمائی کا بیحد شکریہ۔

میرا پورا نام احمد شاہ ہے۔ قوم کا اعوان ہوں۔ موضع انگہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا (پنجاب) کا رہنے والا ہوں۔ اور وہی میرا مولد ہے۔ میرا سال ولادت ۱۹۱۶ء ہے۔ ادبی نام احمد ندیم قاسمی اس لئے اختیار کیا کہ میں اپنے نام سے

Marfat.com

"شاہ" کا لفظ اڑانا چاہتا تھا کیونکہ یہ سیدوں کے لئے مخصوص ہے اور میں سید نہیں۔ ندیم میرا تخلص ہے۔ اور "قاسمی" میری "سب کاسٹ" ہے۔

اب تک میری تین کتابیں چھپی ہیں:

۱۔ چوپال — چودہ دیہاتی افسانوں کا مجموعہ۔

۲۔ بگولے — بیس افسانوں کا مجموعہ۔

۳۔ دھڑکنیں — ۲۶۰ قطعات کا مجموعہ۔

افسانوں کا ایک اور مجموعہ "طلوع و غروب" زیر طبع ہے۔

احمد ندیم قاسمی

میاں بشیر احمد

ویدا استھان۔ سری نگر کشمیر۔
۲۲ راگست ۱۹۴۲ء

مکرمی تسلیم! آپ کے خط مورخہ ۲۵ رجولائی کا جواب ۳۰ رجولائی کو دے چکا ہوں۔ باقی ماندہ حضرات کے متعلق جو معلومات حاصل ہو سکی ہیں، وہ ذیل میں درج ہیں۔

جسٹس میاں محمد شاہ دین صاحب ہمایوں مرحوم بیرسٹر ایٹ لا۔ جج چیف کورٹ پنجاب ساکن باغبان پورہ لاہور۔ تاریخ ولادت ۲ راپریل ۱۸۶۸ء سال وفات ۲ رجولائی ۱۹۱۸ء

میری تاریخ ولادت ۲۹ رمارچ ۱۸۹۳ء ہے۔ یکم جنوری ۱۹۲۲ء کو "ہمایوں" جاری کیا جو اب تک باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

پہلے میرا تخلص زار تھا۔ اب یا بشیر ہے یا کوئی تخلص نہیں ہے۔ میں باقاعدہ شاعر نہیں ہوں۔ تفریحاً کبھی کبھی کچھ کہا یا زیادہ تر نثر لکھتا ہوں اور یا تخیلی مضامین یا تحقیقی مضامین۔

حامد علی خاں صاحب جائنٹ اڈیٹر ہمایوں کا سال ولادت ۱۹۱۰ء ہے۔ وطن کرم آباد نزد وزیر آباد (پنجاب) ہے۔ میری رائے میں شعر خوب کہتے ہیں۔

Marfat.com

زبردست نقّاد ہیں۔

مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور۔ تاریخ ولادت ۱۸۶۳ء۔ موضع بھروکی ضلع گوجرنوالہ میں پیدا ہوئے۔ اور انہتر سال کی عمر میں بروز شنبہ سوا دس بجے صبح تاریخ ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء کو وفات پائی۔

مولوی انشاء اللہ خاں کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

نیازمند بشیر احمد (ایڈیٹر ہمایوں)

(۲)

نئی دہلی

۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء

مکرمی و محترمی السلام علیکم۔ والا نامہ لاہور ہوتا ہوا مجھے یہاں ملا۔ میں آئندہ ہفتے واپس جاؤں گا آج کل مصروفیت بہت ہے۔ لیکن کوشش کروں گا۔ جس قدر جلد ہو سکے آپ کے استفسارات کا جواب آپ کو بھیجوں۔

آپ اردو زبان کی تاریخ کے سلسلے میں جو کام کر رہے ہیں۔ وہ بغایت مفید ہے۔ خدا آپ کے کام میں برکت دے۔ اگر میری طرف سے جواب میں تساہل ہو تو آپ یاددہانی فرما سکتے ہیں۔

میں بعض باتیں بالکل بھول جاتا ہوں۔ "فرہنگ عامرہ" کیا آپ نے "ہمایوں" کے دفتر میں ارسال کی تھی؟ لاہور جا کر مجھے معلوم ہو جائے گا۔

بشیر احمد (ایڈیٹر ہمایوں)

امین حزیں

بیت الامین، میانہ پورہ، شہر سیالکوٹ

۲۵ اگست ۱۹۳۲ء

مکرمی جناب خاں صاحب زاد لطفکم تسلیم۔ جواب

Marfat.com

کے جوابات درج ذیل ہیں :-

نام (خان بہادر) خواجہ محمد مسیح پال. تخلص امین حزیں سیالکوٹی. تاریخ پیدائش ۲۴ اگست ۱۸۸۴ء. پیشہ ملازمت رہا. گورنمنٹ آف انڈیا کے "فارن اینڈ پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ" میں ۳۲ سال سے اوپر ملازمت کر کے ۵۵ سال کی عمر ہونے پر ۲۴ اگست ۱۹۳۹ء کو ریٹائر ہوا۔

میری ملازمت کا اکثر حصہ گلگت پولیٹیکل ایجنسی (کشمیر) میں گذرا ہے۔ مزید حالات کے لئے میری مستقل تصنیف "گلبانگ حیات" کا دیباچہ جو معظمی قبلہ سر عبدالقادر بالقابہ کا لکھا ہوا ہے، ملاحظہ فرمایئے گا۔

نثر نگاری کی طرف میں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ نظم کی اور دو کتابوں کے مسودے طیار ہیں۔ ایک کا دیباچہ تو جناب نواب خان بہادر اثر لکھنوی تحریر فرما رہے ہیں۔ کاغذ کی گرانی کے باعث ان تصانیف کی اشاعت غالباً موجودہ جنگ کے اختتام کے پیشتر نہ ہو سکے گی۔ زیادہ نیاز

مخلص صادق محمد مسیح پال امین حزیں سیالکوٹی

مخمور اکبرآبادی

آگرہ

محترمی تسلیم:- جب سے آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا ہے میں ملیریا بخار میں مبتلا ہوں۔ آج بہ جبر جواب لکھ رہا ہوں۔ میرا پورا نام سید محمد محمود رضوی ہے۔ ولادت کا سنہ ۱۸۹۶ء ہے۔

خدا آپ کی سعی کو مشکور کرے۔ کام اہم ہے اور نہایت ضروری۔ والسلام

(رہبر ڈاکخانہ ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء) محمد محمود رضوی اکبرآبادی

قاضی احمد میاں اختر

جوناگڈھ (کاٹھیاواڑ)

۵ ستمبر ۱۹۴۲ء

Marfat.com

شفیق محترم۔ السلام علیکم۔ کرم نامہ نے مشرف فرمایا! خدا آپ کی کوششوں کو بارور کرے۔ میرا سنہ ولادت تقریباً ۱۹۲۶ء ہے۔ اس وقت میری عمر ۴۴-۴۵ سال کی ہے۔ تصانیف: ۱۔ حیات نظامی۔ ۲۔ انار کلی۔ ۳۔ اسلام کا اثر یورپ پر۔ ۴۔ طبقات الامم ۵۔ ملعات اختر۔ ۶۔ زر گل۔ ۷۔ مترجمات۔ ۸۔ اسلامی کتب خانے۔ ۹۔ علم و اسلام۔ ۱۰۔ سیپارۂ دل۔ ۱۱۔ علامہ شبلی بحیثیت شاعر (فارسی شاعری) ۱۲۔ مسلمانانِ سلف میں مطالعہ کتب کا شوق۔ ۱۳۔ علامہ شبلی بحیثیت شاعر (اردو شاعری) ۱۴۔ اسلامی کتب خانے اور ان کا نظم و نسق۔

اگر مختصر حالات کی ضرورت ہو تو تحریر فرمائیں۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

احقر قاضی احمد میاں اختر

علامہ تاجور نجیب آبادی

ڈلہوزی
۵ دسمبر ۱۹۴۲ء

حضرت محتشم مولانا قبلہ، سلام مسنون، صحیفہ کرامت عزت افروز ہوا۔ سپاس التفات۔ جواباً گذارش ہے کہ میرا سن ولادت ۲ مئی ۱۸۹۴ء ہے۔ میرا نام احسان اللہ خاں۔ ذات دُرانی اور وطن مالوف نجیب آباد (یو۔ پی) ہے۔ لاہور کے مشہور کالج ڈی۔ ایس کالج میں السنۂ مشرقیہ کا پروفیسر ہوں۔ "اردو مرکز" (ایک ادارۂ تصنیف و تالیف) کا ڈائرکٹر ہوں۔ اردو مرکز کے زیر اہتمام کئی سال کی محنت سے اردو ادب قدیم و جدید، نظم و نثر کا شعبہ وار اور تاریخی ترتیب کے ساتھ انتخاب کرکے ہر شعبہ منتخبہ کو تاریخی و تنقیدی مقدمات اور ہر عہد کے اردو مصنفین کے حالات و تصاویر اور ان کی ادبی حیثیت و تبصرات کے ساتھ ۳۶ مجلدات میں شائع کر چکا ہوں۔ یہ مجلدات مدراس اور الہ آباد کی یونیورسٹیوں میں ایف اے اور بی۔ اے کے نصاب میں شامل ہیں۔ انہیں سے ایک کتاب "روح نظم" لندن

Marfat.com

یونیورسٹی کے بی۔ اے آنرز کا اردو کورس ہے۔

ملک میں میری تربیت یافتہ جماعت اس وقت تمام اصناف ادب میں جدید ادبی نسل کی رہنمائی کر رہی ہے۔ علم و ادب کی تیس سالہ خدمات کے صلے میں مجھے سنہ ۱۹۴۰ء میں حکومت ہند نے شمس العلماء کا خطاب عنایت کیا ہے۔ دیوبند میں تکمیل علوم درسیہ کے بعد لاہور میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل و منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ اور اب سفینۂ حیات تیزی سے رو بہ ساحل ہے۔ میری اجمالی زندگی بس یہی ہے۔

آپ نے فرہنگ عامرہ مرتب کر کے فارسی ادب کے لئے ایک ضرورت کی چیز مہیا کر دی ہے۔ اکثر اساتذہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ عنی وعنہم خیرالجزاء۔ والسلام۔

آثم تاجور

مولوی طفیل احمد

ولایت منزل۔ علیگڈھ

۷ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ء

مکرم بندہ جناب نماں صاحب۔ السلام علیکم۔ برخوردار محمد احمد کاظمی کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ میرے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جواباً حسب ذیل عرض ہے:

میری تاریخ ولادت ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء ہے۔ تصانیف سیاسی: حکومت خود اختیاری اور ہندو مسلم مسئلہ کا حل۔ ۲۔ مسلمانوں کا روشن مستقبل۔ تصانیف اقتصادی: مسئلہ سود اور مسلمانوں کا مستقبل۔ والسلام

خاکسار طفیل احمد

مولوی طفیل احمد کا دطن قصبہ منگلور ضلع سہارنپور تھا۔ اور انگریزی عہد میں سب رجسٹرار تھے

Marfat.com

راجندر سنگھ بیدی

آل انڈیا ریڈیو لاہور
۱۰ ستمبر ۱۹۴۲ء

مکرمی تسلیم ۔ میرا شکریہ قبول فرمائیے ۔ میرا نام راجندر سنگھ بیدی ہے ۔ میں یکم ستمبر ۱۹۱۵ء کو بمقام لاہور چھاؤنی پیدا ہوا ۔ گو میرا آبائی وطن ضلع سیالکوٹ کا ایک غیر معروف گاؤں ہے ۔ لیکن لاہور ایک ایسی وادیٔ عشق ہے کہ یہاں کی لذتِ آوارگی کے مقابلہ پر "غربت زدگاں را نشود میل وطن ہا" ۔ اور اب یہیں رہ رہا ہوں ۔

میں کچھ زود رقم مصنف نہیں ہوں ۔ اس لئے ابھی تک میں نے پڑھنے والوں کو صرف دو مجموعے افسانوں کے بنام "دانہ و دام" (۳۵۴ صفحات) اور "گرہن" (۲۴۰ صفحات) دئے ہیں ۔ تمثیلچوں کا ایک مجموعہ اور ایک ناول زیرِ طباعت ہیں ۔ نوازش کے لئے مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

بندہ راجندر سنگھ بیدی

اقبال احمد خاں سہیل

اعظم گڈھ
۹ ستمبر ۱۹۴۲ء

محترمی نادت معالیکم ۔ سلام نیاز ۔ پہلے اس امر کا شکریہ قبول فرمائیے کہ جناب نے اربابِ قلم کے سلسلہ میں ایک گمنام اور گوشہ گیر خموں کو یاد فرمایا ۔ اور پھر اس شکوہ کے لئے اعتذار کہ میرے نام کے ساتھ سید کا لقب جو ان دنوں بنو فاطمہ کے لئے مخصوص ہے اضافہ فرماکر میری افغانیت کی توہین کی ۔ اگرچہ مذہبی حیثیت سے نسب کی کوئی اخلاقی یا شرعی منزلت نہیں ہے ۔

Marfat.com

ابوھم آدم والامّہ حواء۔ اور فخر نسب کا آغاز ابلیس کے اس ادعائے باطل سے شروع ہوتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آدم کے مقابلہ میں محض نسبی ترجیح کی بنا پر خلافت کا مستحق قرار دیا تھا۔ خَلَقْتَنِی مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْن۔ تاہم معاف فرمائیے گا۔ اگر میں یہ کہوں کہ فخر نسب کی ضرورت اس کو لاحق ہوتی ہے جو اور دوسرے طرق پر اس کا محتاج ہو' اور ایک پٹھان کا خود پٹھان ہونا ہی کیا کم ہے کہ وہ بے ضرورت سید بنے جائے۔ الحمد للہ یہ نیازمند اباً عن جدٍّ افغانی ہے۔ اس ضروری تشبیب کے بعد اصل مقصد کی طرف گریز کرتا ہوں اور بہ تعمیل حکم لختے ز حال خویش بہ بیاں نوشتہ ام۔

میرے مورث اعلیٰ حسن خاں اضلاع سوات کے باشندے اور یوسف زئی نسل سے تھے۔ حکومت شرقی کے عہد میں جونپور آئے اور یہیں رہ پڑے۔ وہاں سے میرے پردادا ضیاء الدین خاں مرحوم ۱۸۳۶ء میں اعظم گڈھ آئے۔ اور مختار عدالت رہے۔ انہوں نے ضلع اعظم گڈھ کے ایک گاؤں میں جس کا نام "بڑہریا" ہے توطن اختیار کیا۔ اس وقت سے ہمارا وطن یہی گاؤں ہے۔

میری تاریخ ولادت ۲۴ رجب الاخری ۱۳۰۶ھ ہے۔ نظم کی بہ نسبت نثر سے زیادہ شغف رہا۔ مگر نثر میں کوئی مستقل کتاب شائع نہیں ہوئی۔ البتہ ایک رسالہ مسئلہ ربوا کی تحقیق پر نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا۔ اور استاد العلام شبلی نعمانی رح کی سیرت جواب تک میری بدقسمتی سے تشنہ تکمیل ہے۔ اس کے کچھ اجزا اور رسالہ اصلاح سرائے نے بدفعات شائع کئے۔ "معارف اعظم گڈھ" میں بجوہ مولانا کی "گنجینہ تحقیق" پر ریویو کئی نمبروں میں شائع ہوا۔ اور اصغر گونڈوی وغیرہ چند شعراء کے دواوین کے ساتھ تقریظیں شائع ہوئیں۔

ظاہر ہے کہ وکالت اور ضلع کی وکالت کے ساتھ ادبی مشاغل کا جاری رکھنا شیشہ و سنگ کی بازیگری سے کم نہیں ہے۔ اس لئے جو کچھ بھی ان حالات ہو سکا میری توقعات سے زیادہ تھا۔ شعر بہت لکھے۔ اور مثنوی کے سوا تمام اصناف نظم میں طبع آزمائی کی۔ لیکن علیگڈھ کی طالب علمی تک اردو کا کلام کبھی اپنی طرف منسوب نہ کیا۔

Marfat.com

اور بحمدہ تعالیٰ اب تک جو کچھ زبانِ قلم سے عربی یا اردو یا فارسی میں تراوش کرتا رہا اس کو علیٰ رغم انف شعرا محفوظ نہیں رکھا اور نہ احباب ارباب ذوق کے شدید اصرار کے باوجود اشاعت یا طباعت کی پروا کی۔ یوں میری اجازت کے بغیر احباب کو جو نظمیں ہاتھ آتی گئیں وہ مختلف رسائل میں غلط صحیح شائع ہوتی گئیں۔ اور جو نظمیں کسی کے ہاتھ نہیں لگیں وہ اب میری رسوائی کے لئے باقی نہیں ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ اکثر ارباب سخن شہرت کے طالب ہوتے ہیں اور عدم شہرت پر شکوہ کرتے ہیں کہ ؎

طالع شہرت رسوائے مجنوں بیش است ۔۔۔ ورنہ طشت من دا دہر دو زیک بام افتاد

مگر یہاں احساس بے بضاعتی سے معاملہ برعکس ہے۔

اقبالِ سیہ نام کیا طالب شہرت ہو ۔۔۔ وہ ننگ دو عالم خود رسوائے زمانہ ہے

استاد مرحوم کی وفات کے بعد تو عرصہ تک شاعری سے طبیعت کارہ رہی۔ کہیے، تو کس کو سنائیے؟

سہیل خستہ نقادانِ معنیٰ اٹھتے جاتے ہیں
ترا نغمہ بہارِ لالۂ صحرانہ ہو جائے

اقبال احمد خاں سہیل

سید الطاف علی بریلوی

علیگڈھ

۹ ستمبر ۱۹۶۲ء

محترمی۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ کی عنایت کا شکر گزار ہوں۔ میری تاریخ ولادت ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء ہے۔

'حیات حافظ رحمت خاں' کے علاوہ میری حسب ذیل کتابیں ہیں:

۱۔ مسلمان کی دنیا۔ ۲۔ مسلمانوں کی تعلیمی جدوجہد۔ ۳۔ معرکۂ انتخاب جداگانہ و مخلوط

Marfat.com

۴۔ رباعیات عرشی فاروقی۔ ۵۔ تاریخ فرخ آباد (زیر تالیف) ۶۔ نواب دوندے خاں۔
۷۔ صوبہ متحدہ میں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم۔
اس کے علاوہ "مجلس مصنف علیگڑھ" کے سہ ماہی رسالے "مصنف" کا ایڈیٹر ہوں۔ امید کہ مزاج سامی مع الخیر ہوگا۔

خاکسار سید الطاف علی

ابو العلا ناطق لکھنوی

لکھنؤ
۱۰ ستمبر ۱۹۴۲ء

جناب من تسلیم۔ یاد آوری کا شکریہ، میری پیدائش کا ۱۸۷۸ء ہے۔ اور میرے حالات کتاب نظم اردو کے مقدمات میں ایک صاحب نے تفصیل سے لکھدئے ہیں۔

نواب نصیر حسین خیال کے حالات علامہ جمیل مظہری پبلسٹی آفیسر پٹنہ سے غالباً معلوم ہو سکیں گے۔

ناطق

مہیش پرشاد

ہندو یونیورسٹی، بنارس
۱۴ ستمبر ۱۹۴۲ء

محترم و مکرم بندہ۔ تسلیم:۔ آنجناب کی گرانمایہ تصنیف فرہنگ عامرہ دیکھ چکا ہوں۔ کتاب نہایت ہی عمدہ ہے۔ امید کہ دیگر تصانیف بھی کچھ کم گراں قدر اور مفید نہ ہوں گی۔

میری پیدائش کا سال ۱۸۹۱ء ہے ضلع الہ آباد میں شہر سے شمال و مغرب

Marfat.com

کی جانب تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر (گنگاپار) "فتح پور کالیستھان" نامی مقام ہے۔ وہی مقام پیدائش ہے۔ زیادہ شکریہ۔

بندہ مہیش پرشاد

(۲)

ہندو یونیورسٹی، بنارس

۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۲ء

بندہ نواز! بے حد مسرت ہے کہ آپ ایک اہم کام میں بدل و جاں لگے ہوئے ہیں۔ میں دریافت کر کے لکھوں گا۔ امید کہ آپ کو معلوم ہی ہوگا:

مرزا رجب علی سرور کا مدفن رام نگر متصل بنارس ہے۔ منشی اقبال بہادر سحر ہنگامی کا انتقال اتوار، ۲ر ستمبر ۱۹۴۲ء ہوگیا۔ چند امور کے لئے تصدیعہ دہ ہوں۔ آپ نے بہت محنت کی ہے کافی تحقیق سے کام لیا ہے۔ لہذا آپ بآسانی تبلا سکیں گے:

مولوی فخر الدین احمد لکھنوی نے "تفسیر حسینی" کا اردو ترجمہ کیا۔ اوس کا نام "تفسیر قادری" ہے۔ پہلے پہل یہ کس سنہ میں شائع ہوئی ہے۔ مولوی صاحب کس سن میں پیدا ہوئے تھے اور کس سن میں اون کا انتقال ہوا ہے۔ میں نے تفسیر قادری کا پانچواں ایڈیشن مطبوعہ ۱۸۹۰ء دیکھا ہے۔

مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا سن وفات ٹھیک ٹھیک کیا ہے۔ کیا انہوں نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں ختم کیا تھا۔ وہ ترجمہ پہلے پہل کس مطبع اور کس سن میں چھپا ہے۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے اردو ترجمہ کس سنہ میں کیا ہے اور کس مطبع اور کس سنہ میں پہلے پہل چھپا ہے۔

اگر مناسب ہو تو ضمیمہ کے طور پر درسگاہوں کی تاسیس کا وقت بھی یکجا کر دیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بعض سوسائٹیوں کا بھی ذکر رہے۔ زیادہ والسلام۔

بندہ مہیش پرشاد

Marfat.com

(۳)

ہندو یونیورسٹی، بنارس
۱۹ر جولائی سنہ ۱۹۴۳ء

بندہ نواز تسلیم:۔ نصف ملاقات کے بدلے پوری ملاقات کا خیال تھا۔ متھرا میں کے پاس کئی دنوں تک رہا۔ ارادہ تھا کہ خورجہ پہنچ کر نیاز حاصل کروں مگر پورا نہ ہوا۔

اجمیر۔ آگرہ۔ متھرا۔ بندرابن کے سفر نے بہت پریشان کیا۔ خدا مالک ہے۔ آئندہ کسی وقت نیاز حاصل کروں گا۔ آپ کی گراں بہا تصنیف کا کیا حال ہے۔

احقر العباد مہیش پرشاد

(۴)

یکم نومبر سنہ ۱۹۴۳ء

بندہ نواز تسلیم:۔ کل میں بخیریت تمام بنارس پہنچ گیا۔ مسٹر پریم چند جی بخیریت ہیں۔ سلام کہتے ہیں۔ آپ کی کتاب کے بڑے مداح ہیں۔ میں آپ کی مہربانی کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنے والد ماجد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام پہنچائیے گا۔

انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ پھر کبھی حاضر ہو جاؤں۔ باقی خیریت ہے۔

بندہ مہیش پرشاد

آل احمد سرور

علی گڈھ
۱۶ر ستمبر سنہ ۱۹۴۳ء

مکرمی تسلیم:۔ مختصر طور پر اپنے حالات لکھتا ہوں۔ میں سنہ ۱۹۱۱ء میں بدایوں میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے اب تقریباً ۳۱ برس کی عمر ہے۔ ایک

Marfat.com

مجموعۂ کلام "سلسبیل" کے نام سے ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد متفرق تنقیدی اشارے" شائع ہوا ہے۔ اقبال کی شاعری پر ایک کتاب زیرِ ترتیب ہے۔ جو انشاءاللہ اگلے سال تک شائع ہوگی۔ مضامین کی تعداد اس مختصر خط میں بیان کرنا مشکل ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

نیاز مند آل احمد سرور

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

سینٹ اسٹیفنس کالج

۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

کرمی۔ زاد عنایتکم۔ سلام مسنون کے بعد گذارش ہے کہ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ پچھلا گرامی نامہ مجھ تک نہیں پہنچا۔

آپ نے جو حالات دریافت فرمائے ہیں۔ میرا نام اشتیاق حسین قریشی ہے۔ میرے نام کے ساتھ چشتی لکھنا درست نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ناشر یا مکتبہ سے غلطی ہوئی ہے۔

سال ولادت ۲۰ نومبر ۱۹۰۳ء ہے۔ میں قصبہ پٹیالی ضلع ایٹہ ممالک متحدہ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ پرانا قصبہ حضرت امیر خسروؒ کا بھی مولد تھا اور تاریخ میں مشہور ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی بھی اس قصبہ میں خاصہ عرصہ تک مقیم رہے۔

میں نے اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ سے انٹرنس، سینٹ اسٹیفنس کالج دہلی سے بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کیا تھا اور سڈنی سکس کالج سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ میرا مضمون تاریخ ہے۔ میں اس کالج میں شعبۂ تاریخ کا صدر ہوں۔ یاد آوری کا شکریہ۔

مخلص اشتیاق حسین قریشی

Marfat.com

محمد یحییٰ تنہا

بیگم باغ - میرٹھ
۲۱ ستمبر ۱۹۴۲ء

مکرمی - السلام علیکم - گرامی نامہ وصول ہوا۔ ممنون فرمایا۔ بجواب عرض ہے۔ سال ولادت غالباً ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء ہے - بزرگوں کا وطن قصبہ سونی پت ضلع کرنال ہے۔ لیکن ایک عرصہ سے قصبہ شاہ پور ضلع مظفر نگر میں ہم لوگ آباد ہیں۔ میری پیدائش وہیں ہوئی ہے۔ لیکن تعلیم و تربیت میرٹھ اور علی گڑھ میں ہوئی ہے - اور اب میرٹھ کو ہی وطن سمجھنا چاہیئے۔ اگرچہ آپ نے دریافت نہیں فرمایا لیکن میں از خود جناب کی آگاہی کے لئے تحریر کئے دیتا ہوں میری تصنیفات یا تالیفات و تراجم حسب ذیل ہیں جو شائع ہو چکی ہیں :

۱۔ شاعرانہ خیالات (انگریزی نظموں کا اردو نثر میں ترجمہ) ۲- سیر المصنفین دو جلدوں میں - ۳- خیالات ارونگ (واشنگٹن ارونگ کے چند مضامین کا ترجمہ) ۴- تاریخ مغربی یورپ (ڈاکٹر رابن سن کی کتاب کا ترجمہ) ۵- تاریخ امریکہ۔

امید ہے کہ آپ مع متعلقین بخیریت ہوں گے۔

نیاز مند محمد یحییٰ تنہا (بی - اے - ایل - ایل بی) وکیل میرٹھ

مفتی کفایت اللہ

اخی المحترم جناب محمد عبداللہ خاں صاحب خویشگی - دام مجدکم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' جناب کے استفسارات کا جواب عرض کرتا ہوں۔ میرا سن ولادت غالباً ۱۲۹۲ھ ہوگا۔ جو ضبط تحریر میں تو نہیں لیکن میری عمر کے اس تخمینے کے تحت ہے جو میں نے کیا ہوا ہے۔

میں ۱۳۱۵ھ میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر نکلا ہوں۔ میرا وطن

Marfat.com

شہر شاہجہاں پور ہے۔ جو یو۔پی کی قسمت روہیلکھنڈ کا ایک قدیم شہر ہے۔ اور اب چالیس سال سے دہلی میں قیام ہے اور تقریباً دہلی ہی وطن بن چکی ہے۔

حضرت مخدوم محترم مولانا عبدالرحمن صاحب کا مزاج گرامی کیسا ہے اور وہ کہاں تشریف فرما ہیں۔ خورجہ میں تشریف فرما ہوں تو میرا اسلام عرض کردیں۔ اور حضرت والدہ ماجدہ محترمہ کی خدمت میں بھی۔ بھائیوں سے بھی سلام فرمادیں۔

(مہر ڈاکخانہ ۲۲ ستمبر ۱۹۴۲ء) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

(۲)

کشمیری دروازہ دہلی

۱۷ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ

جناب محمد عبداللہ خاں صاحب خویشگی دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے خط سے حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبدالرحمن خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کی کیفیت معلوم ہوئی۔ سخت صدمہ ہوا ملال ہوا۔ حضرت مولانا بزرگوں کی جماعت کے ایک ممتاز رکن تھے۔ اور آپ کا وجود خیر و برکت کا مظہر تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین حضرت والدہ صاحبہ محترمہ کی خدمت میں بھی میرا اسلام اور تعزیت مسنونہ عرض فرمادیں۔

(مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

حبیب اشعر

۲۲ ستمبر ۱۹۴۲ء

کرمی۔ السلام علیکم۔ حسب الارشاد تاریخ پیدائش اور نام ارسال خدمت ہے۔ یکم جنوری ۱۹۱۹ء مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

Marfat.com

یوم چہارشنبہ۔ پورا نام حبیب احمد اور تخلص اشعر ہے لیکن عام طور پر حبیب اشعر" کے نام سے لوگ جانتے ہیں۔ امید کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ والسلام مع الاکرام۔

نیاز آگیں حبیب اشعر دہلوی

اوپندر ناتھ اشک

آل انڈیا ریڈیو دہلی

محترمی خاں صاحب! مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ بات یہ ہے کہ پہلے خط میں آپ نے لکھا تھا کہ میں دہلی آ رہا ہوں۔ آپ آئے بھی لیکن آپ سے نیاز حاصل نہ ہو سکے۔ میں شاید سٹوڈیوز میں ہوں گا۔ مجھے افسوس ہے۔ بہر حال اب تعمیل ارشاد کرتا ہوں۔

میں جالندھر شہر میں ۱۴ دسمبر ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوا۔ شروع شروع میں یعنی ساتویں آٹھویں جماعت ہی میں پنجابی زبان میں نظم لکھتا تھا۔ کالج میں پہنچ کر میں نے اردو میں نظم لکھنا شروع کیا۔ اور دو چار مشاعروں میں ـــ خصوصاً جالندھر کے مشاعرۂ گرامی میں غزلیں اور نظمیں پڑھتا رہا۔ لیکن ۱۹۳۳ء کے بعد سے میں نے اردو نظم نہیں کہی۔ ۱۹۳۶ء میں اپنی پہلی بیوی کی بیماری میں صرف ایک شعر کہا تھا ؎

انسان سمجھتا ہے کہ تدبیر ہی ہے سب کچھ　　مجبوریاں کہتی ہیں کہ تقدیر بھی کچھ ہے

۱۹۲۶ء میں میں نے نثر لکھنا شروع کیا۔ اور کالج کے دنوں ہی میں میری کہانیوں کا مجموعہ "نورتن" کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں جالندھر سے بی۔ اے پاس کر کے میں لاہور آیا اور "ویر بھارت" اور پھر "بندے ماترم" میں جونیئر ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ ۱۹۳۳ء میں میری کہانیوں کا دوسرا مجموعہ "عورت کی فطرت" کے نام سے شائع ہوا۔ جس کا دیباچہ منشی پریم چند نے لکھا۔

Marfat.com

۱۹۳۵ء میں اخباروں کی ملازمت چھوڑ کر میں لاہور کالج میں داخل ہو گیا۔ اور ۱۹۳۶ء میں میں نے ایل ایل بی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۳۶ء میں ہی میری پہلی بیوی کا انتقال (ایک لمبی بیماری کے بعد) ہو گیا۔ میرا ارادہ سب ججی کے کمپیٹیشن میں بیٹھنے کا تھا۔ لیکن اس کی موت کے بعد ایسا اکھڑا کہ میں نے وکالت اور سب ججی کے خیال کو لات مار دی۔ اور ادب کی خدمت میں محو ہو گیا۔ دو سال تک فری لانسنگ کرتا رہا۔ اس عرصہ میں ہندی میں میرا مشہور ڈراما "بے پرا ہے" چھپا۔ اور میری کہانیوں کا تیسرا مجموعہ "ڈاچی" شائع ہوا۔ ۱۹۳۹ء کے ستمبر میں پریت نگر ضلع امرتسر چلا گیا اور وہاں "ہندی اردو کی پریت لڑی" کی ادارت کرتا رہا۔ ستمبر ۱۹۳۹ء سے جون ۱۹۴۱ء تک میں وہاں رہا۔ اس دوران میں میری کہانیوں کا چوتھا مجموعہ "کونپل" شائع ہوا۔ جون ۱۹۴۱ء سے میں آل انڈیا ریڈیو دہلی میں ہوں۔

میں ڈرامے زیادہ تر پہلے اردو میں لکھتا ہوں۔ باقی کہانیاں کبھی ہندی میں اور کبھی اردو میں — اب تیسرا ناول اردو میں لکھ رہا ہوں۔ اصل میں تو اردو میں ناولوں کا رواج ابھی ہو رہا ہے۔ اور ڈرامے شائع کرنے سے بھی پبلشر جھجکتے ہیں۔ نظم آٹھ دس سال سے میں نے اردو میں نہیں کہی ہے۔ اس وقت میری کہانیوں کے دو مجموعے چٹان (تازہ ترقی پسند افسانے) اور پیپنے (رومانٹک افسانے) پریس میں ہیں۔ "گرتی دیواریں" (سات آٹھ سو صفحے کا ناول) ایں لکھ رہا ہوں۔ اس کے علاوہ "چرواہے" کا مجموعہ تیار پڑا ہے۔

ایک بات کے متعلق شاید آپ کو "کیوریوسٹی" ہو — گزشتہ سال میں نے دوسری اور پھر آٹھ مہینے کے بعد تیسری شادی کی — دوسری بیوی سے میری نبھ نہیں سکی۔ میری تیسری بیوی بی اے بی ٹی ہیں۔ خود بھی کہانیاں لکھتی ہیں اور مجھے بھی مدد دیتی ہیں۔

کرشن چندر آج یہیں ہیں۔ آپ کا خط انہیں مل گیا۔ آج کے بعد وہ آل انڈیا ریڈیو

Marfat.com

لکھنؤ چلے جائیں گے۔ ان کی تبدیلی ہو چکی ہے۔

(مہر ڈاک خانہ دہلی ۲۲ ستمبر ۱۹۴۲ء) خاکسار اوپندر ناتھ اشک

اعجاز احمد اعجاز

نشیمن

۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء

مکرمی تسلیم۔ آپ کی یہ علمی کوشش قابل صد ہزار تحسین ہے۔ میرا سال ولادت اگست ۱۸۹۹ء بروز جمعہ (تاریخ نہیں معلوم ہو سکی) وطن الہ آباد شہر۔ پیدائش تعلیم و تربیت سب ننھیال میں ہوئی۔ نانا میر سید حسین صاحب ذوق مرحوم خواجہ آتش کے شاگرد تھے۔ ان کی وجہ سے گھر میں علمی و ادبی فضا ملی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بی۔ اے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ سے اور ایم۔ اے الہ آباد یونیورسٹی سے کیا۔ اب الہ آباد یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں لکچرار ہوں۔

فہرست تصانیف۔

آئینۂ معرفت (اردو شاعری میں تصوف)

بنیاد اردو (چار حصوں میں صرف و نحو)

مختصر تاریخ ادب اردو۔

نئے ادبی رجحانات (ابھی جون ۴۲ء میں شائع ہوئی ہے) شاعری میں پہلے اصلاح نانا مرحوم سے لی۔ اس کے بعد جب ان کی آنکھیں جاتی رہیں تو پروفیسر ناصری سے فیض تلمذ رہا۔

نیازمند اعجاز

آغا حیدر حسن

کوہستان جبلی حیدرآباد دکن

۱۴ شعبان ۱۳۶۱ھ

Marfat.com

میرے کرم فرما سلامت رہیں۔ میں کشمیر گیا ہوا تھا۔ پونے چار مہینے بعد واپس آیا۔ میری پیدائش شب آدینہ مغرب کے لگ بھگ بارہ محرم کی ہے دلی میں نواب موسٰی خاں کی محل سرائے میں پیدا ہوا۔ اسی روز ہمارے بازار سرکیوالان میں پہلی دفعہ نل میں پانی آیا۔ سرکاری ملازمت کی تاریخ ۲۸ نومبر ۱۸۹۶ء ہے۔

"پس پردہ" میں جو مضامین ہیں وہ میری طالب علمی کے زمانے کے ہیں۔ اور ۱۹۱۶ء سے شروع ہوئے ہیں۔ میں نے پہلا مضمون "فیروز شاہ کا کوٹلہ" دس سال کی عمر میں لکھا تھا۔ لکھتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھا کہ قلعہ معلّٰی کی بولی کسی طرح کتابت میں محفوظ ہو جائے۔ کلثوم زمانی بیگم بنت بہادر شاہ غازی اور مرزا فخرو کی بیٹی کے ہاتھوں میری ابتدائی تعلیم ہوئی۔ میری دادی حضرت سے قلعہ میں قرابت قریبہ تھی۔ میری نانی حضرت اور نواب زینت محل حقیقی بہنیں تھیں۔ اس لئے ۱۸۵۷ء کے بعد اکثر شہزادیاں ہماری محل سرا میں آ رہیں۔ اور قلعہ کا نمونہ ہمارا گھر ایک چھوٹے پیمانے پر بن گیا۔ ان کی صحبت میں اردو سیکھی اور لکھی۔ اور انھیں کی زبانی حالات معلوم ہوئے۔

"غدر کی کہانی بڑے بوڑھوں کی زبانی" کے اکثر مقامات رسالوں میں شائع ہوئے۔ بقیہ مصلحتاً محفوظ ہیں۔ قلعہ اور دہلی کے تمدن و معاشرت پر اور محاوروں، کہاوتوں پر اکثر مضامین میرے شائع ہوئے ہیں۔ میں نے ہمیشہ لال قلعہ کی بولی کو اپنی تحریروں میں مقدم سمجھا ہے۔ زیادہ نیاز

نیاز آگیں آغا حیدر حسن ابن آغا صفدر حسن

خواجہ غلام السیدین

۱ رنومبر ۱۹۴۲ء

مکرمی تسلیم۔ گرامی نامہ ملا۔ میرے والد مرحوم خواجہ غلام الثقلین صاحب

بعد

Marfat.com

کی پیدائش ۱۸۶۰ء کی تھی۔ سب سے بڑے بھائی مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب مرحوم تھے۔ اور میرے والد× منجھلے بھائی تھے۔ ان کا انتقال ۱۹۱۵ء میں ہوا تھا۔

خواجہ غلام الحسنین کا انتقال ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ ان کی پیدائش ۱۸۶۸ء کی تھی۔ والسلام

نیازمند خواجہ غلام السیدین

شوکت تھانوی

آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ
۲۲ ستمبر ۱۹۴۲ء

جناب والا — فرہنگ عامرہ مجکو نہ ملنا تھی نہ ملی۔ ارادہ ہے کہ اب خرید لوں گا۔ اس حسن طلب کے انجام کا انتظار ہے۔

ارشد صاحب کا اسم گرامی رشید احمد صاحب ارشد تھانوی ہے۔

میرا نام محمد عمر ہے۔ ۲ فروری ۱۹۰۴ء کو بندرا بن ضلع متھرا یعنی کرشن جی کے استھان میں پیدا ہوا۔ بچپن بھوپال میں گزرا۔ ابتدائی تعلیم بھی بھوپال میں ہوئی۔ کچھ دن علی گڑھ میں تعلیم پانے کے بہانے تفریح کی۔ پھر لکھنؤ میں رہے۔ اور یہیں تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر ۱۹۲۸ء میں روزنامہ ہمدم لکھنؤ کے عملۂ ادارت میں شامل ہو کر سید جالب دہلوی مرحوم کی رہنمائی کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دن ہمدم کی ذمہ دارانہ ادارت کا موقع بھی ملا۔ اس کے بعد اردو کے سب سے پہلے روزنامہ یعنی اودھ اخبار کی ادارت کا چارج لیا۔ دو تین سال کے بعد روزنامہ "ہند" کی ادارت

× خواجہ غلام الثقلین اپنے عہد کے مشہور انشا پرداز خواجہ حالی کے حقیقی بھانجے اور رسالہ عصر جدید میرٹھ کے اڈیٹر تھے۔ آپ کا وطن پانی پت تھا۔

Marfat.com

سنبھالی۔ پھر روزنامۂ حق کے عملۂ ادارت میں شامل ہوئے اور آخر میں روزنامۂ طوفان" کی ادارت کی۔

صحافت سے یکایک "آل انڈیا ریڈیو" نے اُچک لیا۔ اور اب ۱۹۴۳ء سے آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ میں ہوں۔

عاقبت کی خبر خدا جانے

ابھی معلوم نہیں قسمت میں اور کیا کیا لکھا ہے۔ تصانیف کا علم غالباً آپ کو ہوگا۔

احقر شوکت تھانوی

کلیم الدین احمد

خواجہ کلاں پٹنہ سٹی

۲۵ ستمبر ۱۹۴۲ء

مکرمی۔ تسلیم، جو باتیں آپ نے دریافت کی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں:

سال ولادت ۱۵ ستمبر ۱۹۰۹ء وطن شہر پٹنہ۔ تصانیف: ۱۔ گل نغمہ ۲۔ اردو شاعری پر ایک نظر ۳۔ اردو تنقید پر ایک نظر ۴۔ ا۔ اردو زبان اور فن داستان گوئی۔ ب۔ اردو زبان اور ناول۔ ج۔ اردو زبان اور مختصر افسانے۔ ۵۔ بزم نگار ۶۔ اردو ادب میں طنز اور ظرافت۔ ۷۔ نظمیں، تعشق ابد، خواب پریشاں، پیاس، دیکھو وہ گھٹا اٹھی، کشتی دنیا، یاس، ویرانی اور دو تصویریں۔ ۸۔ متعدد مقالے، تبصرے، نوٹ جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں "معاصر" اور دوسرے پرچوں میں شائع ہوئے۔

نواب نصیر حسین خاں صاحب خیالؔ کا سال وفات صحیح طور پر یاد نہیں۔ دریافت کر کے لکھوں گا۔

کلیم الدین احمد

Marfat.com

مانی جائسی

بلہرا ضلع بارہ بنکی
۲۶ ستمبر ۱۹۴۲ء

جناب محترم۔ تسلیم و نیاز عرض ہے۔ نامۂ گرامی کے جواب میں بڑی تاخیر ہوئی۔ امید وار معافی ہوں۔ میں کس شمار میں ہوں۔ لیکن آپ کے ارشاد کی تعمیل میں عرض کرتا ہوں کہ میرا سال ولادت ۱۹۰۸ء ہے۔ تاخیر کے لئے پھر معافی کا امیدوار ہوں۔ اور آپ کی ادبی خدمات کے حوصلوں کے لئے بحیثیت ایک خادم ادب اردو شکر گزار۔

نیاز کیش کلب احمد۔ مانی جائسی

محمد دین فوق

سری نگر، کشمیر
۲۶ ستمبر ۱۹۴۲ء

محترم بندہ جناب خاں صاحب زاد لطفہٗ۔ السلام علیکم۔ یاد آوری کا شکریہ۔ میری پیدائش بمقام کوٹلی ہرنراین منزل سیالکوٹ فروری ۱۸۷۷ء کو ہوئی۔ عمر تقریباً چھیاسٹھ سال ہے۔ وطن گرمیوں میں کشمیر اور سردیوں میں پنجاب ہے۔ کشمیر میں بمقام سمم اور منزل سوپور اور پنجاب میں لاہور ہے۔ کیونکہ جائداد لاہور میں بھی ہے اور کشمیر میں بھی۔

حضرت داغ مرحوم سے تلمذ ہے۔ مجھے کتاب تاریخ حریت اسلام پر جو صوبہ سرحد اور پنجاب کے مدارس میں منظور ہے۔ ہز ہائی نس مہتر چترال نے خلعت عطا کیا تھا۔ اور تاریخ کا روشن پہلو پر دو سو روپیہ گجرات کے ایک ہندو رئیس نے عطا کیا تھا۔ کشمیر کے متعلق کئی کتابیں لکھ چکا ہوں جو ریاست کے سررشتہ تعلیم میں

Marfat.com

منظور و مقبول ہیں۔ میری کتاب "اخبار نویسوں کے حالات" واقعی اب نایاب ہے۔ اس میں سوانح زندگی بھی ہیں۔

میں آج کل کشمیر میں ہوں۔ عید الفطر کے بعد انشاء اللہ لاہور جانے کا ارادہ ہے۔

خاکسار محمد دین فوق

کرشن چندر

آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ
۲۸ ستمبر ۱۹۴۲ء

محترمی و مکرمی تسلیم و نیاز میں لکھنؤ تبدیل ہو کر آگیا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آپ سے دہلی میں ملاقات نہ ہو سکی۔ لکھنؤ کبھی آیئے گا تو ملاقات کا شرف بخشئے گا۔ مجھے یہاں آئے چند روز ہی ہوئے ہیں۔ سیدھا کشمیر سے آیا ہوں۔ اگر آپ کا خط مجھے کشمیر کے پتے پر ارسال کر دیا جاتا تو آپ کو دوبارہ زحمت گوارا نہ کرنی پڑتی۔ بہر حال۔

میرا نام کرشن چندر ہے والد کا نام ڈاکٹر گوری شنکر چوپڑہ۔ ساکن وزیر آباد (پنجاب) نظم کبھی نہیں لکھی۔ تاریخ پیدائش یاد نہیں۔ مہینہ دسمبر کا تھا اور سال ۱۹۱۴ء۔

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

آپ کا کرشن چندر

امیر احمد علوی

لکھنؤ
۱۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء

جناب من تسلیم۔ میری تاریخ ولادت ۲۳ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ ہے۔ میری تصانیف کی فہرست بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر ان میں سے چند جو قابل تذکرہ ہیں ان کے نام لکھتا ہوں:

Marfat.com

۱۔ گوتم بدھ۔ ۲۔ یادگار انیس۔ ۳۔ طرۂ امیر۔ ۴۔ بہادر شاہ ظفر۔ ۵۔ داستان زوال۔ ۶۔ شاہان مالوہ۔

منشی امیر حسن صاحب تحصیلدار نے کلکٹری تک ترقی کی تھی۔ تین چار سال ہوئے۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ صاحب قلم تھے اور ان کی بعض تصانیف طبع بھی نہیں ہوئی ہیں۔ کاکوری کے مصنفین کے حالات "تذکرہ مشاہیر کاکوری" سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ فقط

فقیر امیر احمد علوی

غلام عباس

۴۴۔ بازار مین، نئی دہلی

۱۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء

محترمی و مکرمی۔ تسلیم! آپ کا پہلا گرامی نامہ مجھ تک نہیں پہنچا۔ آپ نے جو پتہ تحریر فرمایا میں پچھلے ڈیڑھ سال سے وہاں نہیں رہتا۔ میں اپنے کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اردو مصنفین کی صف میں جگہ پاؤں۔ تاہم جناب کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرتا ہوں۔

۱۷ نومبر ۱۹۰۹ء کو امرتسر (پنجاب) میں پیدا ہوا۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۷ء "پھول" اور "تہذیب النسواں" کے اڈیٹر اور اسسٹنٹ اڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۳۵ء سے "آواز" کی ادارت میرے سپرد ہے۔ آٹھ دس کتابیں میرے نام سے منسوب ہوئیں۔ جن میں ذکر کے قابل "الحمرا کے افسانے" اور "جزیرہ سخنوراں" ہیں۔ اول الذکر واشنگٹن ارونگ کی اسی نام کی کتاب کا آزاد ترجمہ ہے۔ اور موخر الذکر تصنیف۔

علاوہ ازیں ۱۹۲۸ء سے لے کر اب تک متعدد مضامین خصوصاً مختصر افسانے نیرنگ خیال، کارواں، ہمایوں، نگار، ہزار داستاں، مخزن، ادب لطیف وغیرہ

Marfat.com

رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام عباس

مرزا محمد عسکری

عبدالعزیز روڈ، لکھنؤ
۲۰ راکتوبر ۱۹۴۲ء

مکرم و محترم بندہ تسلیم، میں نے ایک مختصر سوانح عمری اپنی لکھی ہے جو تقریباً مہینہ بھر میں تیار ہو جائے گی۔ ایک کاپی ارسال خدمت کر دوں گا۔ جس سے امور مستفسرہ معلوم ہو جائیں گے۔ جی ہاں! 'نوادر' اور تاریخ ادب اردو' میری ہی کتابیں ہیں۔ آپ کی توجہ کا ممنون ہوں۔

تحریر پنسل بوجہ رعشہ معاف کیجئے۔

نیاز مند محمد عسکری

(۲)

جناب محترمی و مکرمی۔ تسلیم، میرا سال ولادت ۱۸۶۹ء ہے چھوٹے آغا صاحب کا کچھ حال نہ معلوم ہو سکا۔ افسوس ہے۔ کوشش کرتا رہوں گا۔ والسلام
(مہر ڈاکخانہ لکھنؤ ۳ر نومبر ۱۹۴۲ء) محمد عسکری عفی عنہ، ۲ر نومبر

ل۔ احمد اکبر آبادی

آگرہ
۲۱ راکتوبر ۱۹۴۲ء

جناب مکرم تسلیم نیاز، آپ کا عنایت نامہ ملا تھا۔ جواب بروقت نہ دے سکا۔ معذرت طلب ہوں۔ درحقیقت مجھے منظور نہیں کہ مشتہر ہوں بہرحال تعمیل کر رہا ہوں۔

Marfat.com

میرا پورا نام لطیف الدین احمد ہے۔ پیدائش غالباً ۱۸۸۹ء ہے۔ اور اس وقت تقریباً ۵۳ سال کی عمر ہے۔ وطن مالوف آگرہ ہے۔ اور ہمیشہ یعنی زمانہ دراز سے ہے۔ لالۂ رُخ، انشائے لطیف، نغمات، محبت کا فسانہ، اور زندگی کے کھیل چھپ چکی ہیں۔ "انتقادیات" رسالہ "ہندوستانی" میں مکمل شائع کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ دس بارہ مجموعے ابھی تک اشاعت کے منتظر ہیں۔ اس سے زیادہ اور کوئی اطلاع کی ضرورت ہو تو وہ حاضر کی جائے گی۔ شکریہ۔ والسلام۔

لطیف الدین احمد

سید غلام بھیک نیرنگ

حقانی منزل بلیماران دہلی

۲۵ اکتوبر ۱۹۴۲ء

مکرم بندہ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں اسمبلی کے ایک کام سے چار پانچ روز کے لئے یہاں ہوں۔ آپ کا نوازش نامہ انبالے سے ہوتا ہوا کل یہاں ملا۔ آج ہی جواب پیش کرتا ہوں۔

میری پیدائش ۲۷ ستمبر ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔* ماہ رمضان المبارک کی ساتویں تاریخ تھی۔ یہ تاریخ اس لئے خواہ مخواہ بھی یاد رہی کہ حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ و مغفورہ اس تاریخ کو میری سالگرہ منایا کرتی تھیں۔

میرا آبائی وطن سنہ ہجری سے موضع دورانہ تحصیل و ضلع انبالہ ہے۔ شجرۂ خاندانی کی رُو سے اُس سال ہمارے مورث اعلیٰ سید عبدالکریم رضوی ترمذ سے آئے۔ تب سے ہمارا خاندان یہیں رہتا ہے۔

۱۹۰۰ء سے میں نے بوجہ شغلِ وکالت ضلع کے صدر مقام انبالہ میں سکونت اختیار کی۔ دورانہ وہاں سے دس میل پر ہے۔

---

* ۲۷ ستمبر ۱۸۷۶ء مطابق ۷ رمضان ۱۲۹۳ھ۔

Marfat.com

میں کبھی کبھی نثر بھی لکھتا ہوں۔ بعض لوگوں نے ان تحریروں کو پسند کیا۔
مگر اب تو نظم و نثر دونوں متروک ہیں۔ زیادہ نیاز۔ والسلام۔
بندہ غلام بھیک نیرنگ

سید احمد شاہ بخاری (پطرس)

مخدومی! گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ میرا سال ولادت سرکاری کاغذات
میں ۱۸۹۶ء اور فی الواقع ۱۸۹۹ء ہے۔
مستشرقین کی فہرست جو آپ کے پاس مرتب معلوم ہوتی ہے، مکمل نہ سہی
وسیع ضرور ہے۔ بہتر یہ ہو کہ آپ اس بارے میں مولانا عبدالحق سے رجوع کریں؟
مشکل ہے کہ کوئی شخص ان کی معلومات میں اضافہ کر سکے۔ اس قسم کا علم ایک
محقق ہی کا حصہ ہے، جو مولانا عبدالحق ضرور ہیں اور جو میں قطعی نہیں طبعاً نہ عملاً۔
بندہ خاکسار بخاری

(مہر ڈاکخانہ نئی دہلی، ۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

کشن پرشاد کول

لکھنؤ

مکرمی۔ تسلیم! میں علیل تھا اس نے جواب میں دیر ہوئی۔ میرے بارے
میں آپ نے جو کچھ دریافت کیا تھا لکھ کر بھیجتا ہوں۔ تریبھون ناتھ ہجر کے متعلق مفصل
حالات آپ کو گلدستہ پنچ کی جلد سے دریافت ہو سکتے ہیں۔
میری تاریخ پیدائش ۱۸۸۵ء وطن آگرہ ہے۔ ۱۹۰۷ء میں بی۔ اے کا امتحان
سینٹ جانس کالج آگرہ سے پاس کیا۔ ۱۹۰۹ء میں انجمن خادمان ہند میں شریک
ہو کر ملکی اور قومی خدمت کا کام شروع کیا۔
۱۹۱۲ء سے لکھنؤ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۹ء تک اخبار

Marfat.com

ہندوستانی" کا اڈیٹر رہا۔ اور" صبح امید" نکالا۔

تالیفات: ۱۔ گلدستہ پنچ۔ ۲۔ گوکھلے کی تقریریں۔

تصنیفات: ۱۔ انقلاب روس۔ ۲۔ ہندوستان کا نیا دستورِ حکومت۔

افسانے اور ڈرامے: ۱۔ شاما۔ ۲۔ مجبورِ وفا۔ ۳۔ سادھوا اور بیسوا۔ ۴۔ قربانی۔

ماسوا اردو رسائل میں مختلف موضوع پر مضامین اور مختصر افسانے شائع ہوتے رہے ہیں۔ مختصر افسانوں کا ایک مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔

احقر کشن پرشاد کول

(مہر ڈاکخانہ ۲۸ راکتوبر ۱۹۴۲ء)

سید بادشاہ حسین

حیدرآباد دکن

۲۹ راکتوبر ۱۹۴۲ء

مکرمی تسلیم! مندرجۂ ذیل باتیں ارسال کر رہا ہوں۔ امید کہ رسید سے مطلع کیا جائے گا۔

نام سید بادشاہ حسین ولادت ۱۹۱۱ء بمقام حیدرآباد دکن (خاص شہر) ۱۹۲۹ء سے مضامین نگاری کا شوق ہوا۔ ادبی تنقید۔ تاریخی مضامین۔ معاشی مقالات۔ مزاحیہ مضامین کے سوا افسانے اور ڈرامے تقریباً ڈیڑھ سو کی تعداد میں لکھے۔

تصانیف: دیوانِ تاباں ــــ میر عبدالحی تاباں کا نایاب کلام مرتب و شائع کیا۔

اردو میں ڈراما نگاری ــــ اردو ڈرامے کی تاریخ۔

ناخواندہ مہمان اور دوسرے افسانے ــــ چند مزاحیہ افسانوں کا مجموعہ۔

مسولینی کی آپ بیتی ــــ اطالیہ کے مشہور ڈکٹیٹر کی خود نوشت سوانح حیات کا ترجمہ

مشاہیرِ ہند۔ حصہ اوّل ــــ ہندوستان کے مشاہیر کے حالات پر تبصرہ۔

Marfat.com

اردو انسائیکلو پیڈیا جو بارہ ضخیم جلدوں میں ادارۂ ادبیات اردو حیدر آباد دکن سے شائع ہونے والی ہے۔ اس کے معتمد اور عمومی مدیروں میں سے ہوں۔ یہ کتاب بارہ ہزار صفحات پر کم و بیش حاوی ہوگی۔ اس کی ترتیب میں ایک معتمد، ایک انتظامی کمیٹی کے صدر اور کوئی تین سو سے زیادہ مقالہ نگار و معاون ہیں۔

سید بادشاہ حسین

سعادت حسن منٹو

۱۷۔ اڈلفی چیمبرز کلیئر روڈ ممبئی ۸۔

جناب من۔ تسلیم! بحوالۂ مکتوب گرامی نگارش ہے کہ میں گیارہ مئی سن انیس سو بارہ کو "سمرالہ" ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوا۔ جہاں میرے والد صاحب منصفی کے عہدہ پر فائز تھے۔ مارشل لا کے آغاز پر ہم لوگ امرتسر آئے۔ چنانچہ یہیں میرا بچپن اور لڑکپن گذرا۔ میری تعلیم صرف انٹرنس تک ہے۔ میں نے تین دفعہ فیل ہوکر یہ امتحان پاس کیا تھا۔ کالج میں کئی دفعہ داخل ہوا۔ مگر طبیعت میں از حد آوارہ گردی تھی۔ جس کے باعث ڈگری کا کوئی امتحان پاس نہ کرسکا۔

میری تصانیف کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ منٹو کے افسانے۔

۲۔ دھواں ــــ افسانوں کا دوسرا مجموعہ

۳۔ جنازے ــــ ڈرامائی مضامین کا مجموعہ۔

۴۔ آؤ ــــ ریڈیائی خاکوں کا مجموعہ۔

۵۔ منٹو کے ڈرامے ــــ ریڈیائی ڈراموں کا مجموعہ۔

توجہ فرمائی کا شکریہ۔

(مہر ڈاکخانہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء) نیازکیش سعادت حسن منٹو

Marfat.com

وقار عظیم

پالی ٹکنک، دہلی
۳۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء

مکرمی و محترمی! آپ کے ارادے کا حال معلوم ہو کر بیحد خوشی ہوئی۔ خدا آپ کی سعی مشکور فرمائے۔ میں دسمبر ۱۹۱۰ء میں الہ آباد میں پیدا ہوا تھا۔ اور میرا وطن قصبہ انبیٹھہ ضلع سہارنپور ہے۔ متعدد درسی کتابوں کے علاوہ میں نے دو چار چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھی ہیں ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ افسانہ نگاری۔ ۲۔ ہمارے افسانے۔ ۳۔ اچھوتی کہانیاں۔ ۴۔ آئینۂ قدرت ۵۔ نوادر حیات۔ ۶۔ فسانۂ ادب۔

ان کے علاوہ کچھ کتابوں کے ترجمے بھی کئے ہیں۔ جن میں کسی قدر قابلِ ذکر "ولز" کی کتاب "اے شارٹ ہسٹری آف دی ورلڈ" کا ترجمہ ہے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

نیازمند وقار عظیم

محمود خاں محمود

۴۔ لے۔ اوسبورن روڈ، بنگلور
۳۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء

محترم و مکرم! السلام علیکم، مزاج گرامی۔ نوازش نامہ موصول ہو کر باعث تشکر ہوا۔ جواباً عرض خدمت ہے:

میرا نام محمود خاں محمود۔ مولد سکندر آباد دکن وطن بنگلور ریاست میسور ہے۔ والد کا تعلق جالندھر کے پٹھان خاندان سے ہے۔ میرے والد صوبہ دار صفدر خاں ایک فوجی افسر تھے۔ ان کی پیدائش ویلور صوبہ مدراس کی ہے لیکن اب عرصہ

Marfat.com

۴۴ سال سے ہم بنگلور میں مقیم ہیں۔
میرا سنہ پیدائش ۲۱ جون ۱۸۸۸ء ہے۔
تصانیف: ۱۔ تاریخ سلطنت خداداد میسور۔ ۲۔ تاریخ جنوبی ہند۔ ۳۔ ناول حیدر علی۔

جناب والا نے اس نواح کے اردو مصنفین کے متعلق دریافت فرمایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ آپ کی یاد آوری کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ والسلام۔

نیازمند محمود خاں محمود

سید محی الدین قادری زورؔ

عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

جناب محترم خویشگی صاحب۔ کرم نامہ کا شکریہ مجھے بے حد افسوس ہے کہ مصروفیت کے باعث اس سے قبل جواب نہ بھیج سکا۔

ادارۂ ادبیات اردو کے مصنفین اور ارباب قلم کے مختصر سوانح تیار کرانے میں کافی دیر ہوگئی۔ بہتر ہوتا کہ آپ کو جن جن امور کی ضرورت ہے ان کے اندراج کے ساتھ ایک مطبوعہ استفسار نامہ ہر ایک کے نام روانہ کردیتے۔ یا کم از کم میرے یہاں روانہ فرما دیجئے۔ میں سب سے خانہ پری کرا لوں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ لوگ اس قسم کے معاملات میں کتنی تن آسانی سے کام لیتے ہیں۔ پھر ارباب ادارہ کی تعداد بہت کافی ہے۔ کم از کم پچیس فارم روانہ کردیجئے۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا اپنی "سیر المصنفین" کی تیسری جلد شائع کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بھی کئی روز قبل ایسی خواہش کی تھی۔ اور میں نے چند اصحاب کے حالات بھیجنے کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔ مگر اب تک کسی نے نہ دیا۔ آپ کس قسم کی تالیف کر رہے ہیں۔ نوعیت سے مطلع فرمائیے۔ میں آپ کی ممکنہ امداد

Marfat.com

کرنے کو تیار ہوں۔ اور امید ہے کہ آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔
فارم روانہ فرمائیں گے یا نہیں اس سے مطلع فرمائیے۔ تاکہ میں خود ہی کچھ انتظام کر سکوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص سید محی الدین قادری زور

۲۴ / ۱۱ / ۴۲ء

نصر اللہ خاں عزیز

مکرمی۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔ افسوس کہ اب تک جواب کی فرصت نہ ملی۔ معافی چاہتا ہوں۔ میرا سال ولادت فروری ۱۸۹۷ء ہے۔ ہجری سنہ کا ماہ رمضان تھا۔ وطن ضلع گوجرانوالہ پنجاب ہے۔ مستقل تصنیف کوئی نہیں ہے صرف ایک ترجمہ ہے امام غزالی کی کتاب "میزان عمل" کا۔ جسے صوفی کمپنی پنڈی بہاؤ الدین نے شائع کرایا تھا۔
اس کے علاوہ جملہ قلمی ہفوات اخباروں میں شائع ہوتے رہے۔ جیسے "مدینہ" اور "مسلمان" جسے اب لاہور سے نکال رہا ہوں۔ والسلام

خاکسار نصر اللہ خاں عزیز

(مہر ڈاکخانہ ۹ نومبر ۱۹۴۲ء)

سید مسعود حسن رضوی ادیب

ادبستان۔ دین دیال روڈ لکھنؤ

۱۰ نومبر ۱۹۴۲ء

معظمی و محترمی تسلیم۔ گرامی نامے کا جواب ایک مہینے کے بعد لکھنے بیٹھا ہوں۔ سبب یہ ہوا کہ میں ادھر کئی ہفتے بیمار اور چند روز صاحب فراش رہا۔ جب طبیعت ذرا درست ہوئی تو وہ ضروری کام جو بیماری کے باعث

Marfat.com

پڑے رہ گئے تھے ان کی انجام دہی نے فرصت نہ دی۔ بہرحال میں اس غیر معمولی تاخیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

اودھ کے ضلع اناؤ میں نیوتنی کا قصبہ میرے باپ دادا کا وطن تھا۔ مگر میری پیدائش بہرائچ میں اور تعلیم و تربیت لکھنؤ میں ہوئی۔ اور لکھنؤ ہی میرا وطن ہو گیا ہے۔ میری ولادت کی تاریخ ۱۵ محرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۸۹۳ء ہے تصنیف و تالیف وغیرہ کے جو نتائج اب تک شائع ہو چکے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

تصنیف ــــ ہماری شاعری۔

تالیف ــــ فرہنگ امثال ــــ داستان اردو۔

ترجمہ ــــ امتحان وفا

ترتیب ــــ روح انیس ــ فیض میر ــ مجالس رنگین ــــ نظام اردو ــــ جواہر سخن جلد دوم۔

نیز میرے بہت سے مضامین مختلف ادبی رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور متعدد مقالات مختلف علمی انجمنوں اور ادبی کانفرنسوں میں پڑھے جا چکے ہیں۔ ان سب کے موضوعات تین قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی ادبی تحقیق۔ ادبی تنقید لسانی مسائل۔

ان مطبوعہ کاموں کے علاوہ غیر مطبوعہ اور نامکمل کاموں کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے آپ نے اپنے خط میں مجھے اردو کا لکچرر لکھا ہے مگر بارہ برس سے زیادہ ہوے یعنی اگست ۱۹۳۰ء سے میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی و اردو کا صدر ہوں۔

آپ کی قابل قدر کتاب "فرہنگ عامرہ" میں نے اب تک نہیں دیکھی۔ براہ کرم اس کی نوعیت، ضخامت اور قیمت سے مطلع فرمائیے۔ اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ لکھنؤ میں وہ کس کتب فروش سے مل سکتی ہے۔ مہربانی فرما کر خط کی رسید سے مطلع فرمائیے۔

نیاز کیش مسعود حسن رضوی

Marfat.com

سید حسن برنی

بلند شہر
۱۱ر نومبر ۱۹۴۲ء

محترمی، آداب ۔ تاخیر کی معذرت چاہتا ہوں۔ اور مختصر حالات بھیجتا ہوں:

پیدائش ۱۸۹۴ء۔ تصانیف: ۱۔ البیرونی۔ ۲۔ ضیاء الدین برنی ۳۔ تنقید قران السعدین امیر خسرو۔ ۴۔ دہلی کی دو سو برس کی تاریخ (مقالہ اردو اکادمی جامعہ ملیہ دہلی)۔

مضامین: مختلف اردو رسائل مثلاً اردو۔ جامعہ۔ تاریخ (حیدرآباد) نیرنگ خیال، عالمگیر، ادبی دنیا، شاہکار، ساقی وغیرہ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔ والسلام

سید حسن برنی

رضا علی وحشت

۱۰۔ ویلسلی سکنڈ لین کلکتہ
۱۲ر نومبر ۱۹۴۲ء

کرمی و محترمی تسلیم ۔ اپنے متعلق چند کلمات تحریر کئے ہیں اگر مزید تفصیلات کی ضرورت ہو تو ارشاد فرمائیں۔

میرا سن ولادت ۱۸۸۱ء ہے۔ ۱۱ر نومبر کو شہر کلکتہ میں پیدا ہوا۔ میرے والد مولوی شمشاد علی مرحوم تھے۔ لڑکپن ہی میں مجھے شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ میرے استاد مولوی ابو القاسم محمد شمس خلف عبد الغفور خاں بہادر نساخ تھے۔

۱۹۱۱ء میں میرا دیوان شائع ہوا جس کی نسبت مولانا حالی اور علامہ شبلی

Marfat.com

اور دیگر اکابر عصر نے حوصلہ افزا خیالات ظاہر کئے۔

میں اسلامیہ کالج کلکتہ میں اردو کا پروفیسر تھا۔ اب سرکار سے وظیفہ پاتا ہوں۔ سال ۱۹۳۱ء میں مجھے "خان بہادر" کا خطاب تفویض ہوا۔

مولانا ابوالنصر غلام یٰسین آہ* مرحوم نے کوئی پچیس چھبیس سال کی عمر میں قضا کی۔

آپ کا خادم رضا علی وحشتؔ

خوشی محمد ناظر

لاہور

۱۶ر نومبر ۱۹۴۲ء

مخدومی و مکرمی ۔ یادآوری کا شکریہ۔ میرے مختصر حالات حسبِ ذیل ہیں:

سال پیدائش ۱۸۶۹ء۔ اصل وطن "ہریہ والا" ضلع گجرات (پنجاب)۔ گجرات ہائی اسکول سے اینٹرینس پاس کیا۔ اور بی۔ اے ۱۸۹۳ء میں ایم۔ اے او کالج علی گڈھ سے۔ ۱۹۰۱ء سے بہ حیثیت پرسنل اسسٹنٹ ریوینیو منسٹر کشمیر سٹیٹ سروس میں داخل ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں پینشن پر ریٹائر ہوا۔

ملازمت کے زمانہ میں بھی نظم و نثر کا مشغلہ رہا۔ ایک بسوط تصنیف فن تنقید پر لکھی ہے جو طبع نہیں ہوئی۔ دو حصوں میں میری کتاب "نغمۂ فردوس" طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اور علی گڈھ انسٹیٹیوٹ سے مل سکتی ہے۔

آپ کا مخلص احقر خوشی محمد ناظر (چوہدری خان بہادر)

---

* مولانا ابوالکلام آزاد کے حقیقی بڑے بھائی اور کلکتہ کے ایک نہایت ہونہار صحافت نگار، ادیب اور شاعر جن کا عین عنفوان شباب میں انتقال ہوگیا۔

سید بشیر حسین زیدی

رامپور اسٹیٹ (یو۔پی)
یکم دسمبر ۱۹۴۲ء

جناب محترم تسلیم۔ آپ کا عنایت نامہ اور "فرہنگ عامرہ" کا ایک نسخہ موصول ہوا۔ اس ہدیہ کا شکریہ قبول فرمائیے۔ چار سال کے مختصر عرصہ میں فرہنگ عامرہ جیسا خوش اسلوب لغت مرتب فرما کر آپ نے ملک کے لئے لائق ستائش خدمت انجام دی ہے۔ تلفظ کا یہ جدید طریقہ بہت آسان اور نو سیکھ اصحاب کے لئے بڑا معین اور مددگار ثابت ہوگا۔

مجھے بھی اس کا اعتراف ہے کہ اردو زبان کی اصلاح و ترقی کے لئے ہمارا صوبہ بہت کم کام کر رہا ہے۔ دوسرے صوبوں میں جو کچھ اور جتنا کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی اردو کی ہمہ گیر صلاحیتوں کی نسبت سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ تاہم یہ زبان جس رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے وہ ہمت شکن نہیں۔ اردو زبان کسی کی بنائی ہوئی زبان نہیں ہے۔ یہ خود بخود بنی ہے۔ اور اس میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جو ایک زندہ و پائندہ زبان کا جوہر تسلیم کی جاتی ہیں۔ اس لئے موانع کے باوجود یہ بڑھے گی پھولے گی اور پھلے گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کی سیوا کرنے والوں میں ہمت خلوص اور عزم کی کمی نہ ہو جائے۔

ایک امر یہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے کہ اردو حکومت کی زبان کبھی نہیں رہی۔ اس لئے حکومت کے زوال یا ترقی کے دامن سے اس کا زوال یا ترقی وابستہ نہیں ہو سکتی۔ یہ ہندوستان کے عام باشندوں کی زبان ہے۔ اور انہی کے عروج و زوال سے اس کی ترقی یا تنزل کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مصنفین کا یہ فرض سب سے اہم ہے کہ اس زبان میں ہلکے ادب کے ساتھ ٹھوس علمی کتابیں بھی پیش کرتے رہیں۔ تاکہ عام ہندوستانیوں کے ذہن میں ارتقائی کیفیت زیادہ شدت کے ساتھ پیدا ہو جائے۔

Marfat.com

اور یہ زبان ان کی ترقی تہذیب و تمدن کا ساتھ دیتی رہے۔

آپ کی ذات بھی انہیں اصحاب میں شمار کئے جانے کے قابل ہے جو اس کو ہندوستانی ترقی کے ساتھ ہم آہنگ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ خدا آپ کی کوششوں میں برکت دے اور ہماری اس پیاری زبان کو روزافزوں ترقی نصیب ہو۔

اعلیحضرت بندگانِ حضور پُرنور دام اقبالہم و ملکہم نے کتب خانہ دیکھنے کی اجازت عطا فرمادی ہے۔ آپ رامپور تشریف لاسکتے ہیں۔ اور قبل آمد مجھے تاریخ و وقت آمد سے مطلع فرمائیں۔

خاکسار بشیر حسین زیدی

سید احتشام حسین

لکھنؤ
۵ر دسمبر ۱۹۴۲ء

محترمی تسلیم۔ گرامی نامہ نومبر میں ملا تھا۔ بعض مصروفیتوں کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔

میری ولادت ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ وطن قصبہ ماہل ضلع اعظم گڈھ (یو۔ پی) ہے۔ تعلیم اعظم گڈھ اور الہ آباد میں ہوئی۔ ۱۹۳۸ء سے لکھنؤ یونیورسٹی میں ہوں۔ میں نے مضامین تو کئی سو لکھے ہوں گے۔ جن میں افسانے، ڈرامے، مزاحیہ مضامین، سیاسی اور معاشی مسائل، معاشرت اور سب سے زیادہ تنقیدیں شامل ہیں۔ لیکن اب تک کوئی کتاب شائع کرانے کی جرأت نہیں کرسکا ہوں۔ تین کتابیں لکھ رہا ہوں۔ دیکھئے وہ کب تک مکمل ہوتی ہیں۔

ان میں ایک کتاب "اردو ادب کا نیا مطالعہ" ہے۔ یہ اردو ادب کی تاریخ نہیں، بلکہ اس کے رجحانات کا تجزیہ ہے۔

نظمیں بھی لکھتا ہوں۔ لیکن امید کم ہے کہ زیادہ نظمیں چھوڑ جاؤں گا کیونکہ

Marfat.com

بس سال میں دو چار لفظیں ہو جاتی ہیں۔ جب محسوس کرتا ہوں تو لکھتا ہوں ورنہ نہیں۔
اب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرہنگ عامرہ اگر آپ اب شائع کرائیں تو
ذرا اچھے کاغذ پر شائع ہو۔ تو اچھا ہے۔ اور اگر دو اور باتیں بڑھ سکیں تو بہت مناسب ہوگا۔
۱۔ جن الفاظ کی تذکیر و تانیث مشتبہ ہے اُن کی جنس مقرر کرنا۔
۲۔ جس زبان کا لفظ ہو اُس کا اشارہ ایک حرف سے کر دیجئے تو بہتر ہے۔ جیسے
ع، ت، ف ــــ عربی، ترکی، فارسی کے لئے۔

یہ میرے مشورے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کا کیا خیال ہے۔ میں فرہنگ عامرہ
کو استعمال کر رہا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ بہت سے لوگ استعمال کر رہے ہیں۔
کیوں کہ اردو میں لغات کی بہت کمی ہے۔ اگرچہ اس میں اردو الفاظ شامل نہیں ہیں
لیکن ضرورت کے لئے بہت کچھ ہے۔

امید کہ آپ میری اس صاف گوئی اور رائے زنی کو ایک علم دوست کی
رائے سمجھیں گے ــــ

نیاز مند احتشام حسین

مولانا قاری طیب قاسمی

دفتر دار العلوم دیوبند
۱۳ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

محترمی و مکرمی زاد عنایتکم ــــ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ،
پچھلے والا نامہ کے جواب میں بہت تاخیر ہوئی۔ جس کے لئے شرمندہ ہوں۔ اور
معذرت چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ سے موسمی بخار میں مبتلا تھا۔ اب چند روز سے
صحت حاصل ہوئی ہے۔ بستر علالت سے اٹھا تو مدرسہ کی اہم مصروفیتوں نے
گھیر لیا۔ اور یہ سلسلہ روز بروز شدید و مزید ہوتا جاتا ہے۔ اب عنقریب شوریٰ کا
جلسہ منعقد ہوگا۔

Marfat.com

آپ کا کام اپنی اہمیت کے اعتبار سے دقّت طلب بھی ہے اور محنت طلب بھی۔ اب اس کی انجام دہی کی صرف ایک شکل نظر آتی ہے کہ آپ خود دیوبند تشریف لانے کی تکلیف گوارا کریں۔ یا اس کام کے لئے مناسب کسی اور صاحب کو بھیجدیں۔ میں بقدرِ معلومات املاء کے طور پر انہیں کچھ لکھادوں۔ اس طرح ایک بڑی سہولت یہ بھی حاصل ہوگی کہ یہاں سے دوسرے بزرگوں سے بھی اس سلسلہ میں استفادہ ممکن ہوگا۔ اور انشاء اللہ چند ہی روز میں یہ مطلوبہ مواد جو میرے علم میں ہوگا مدوّن و مرتب ہو سکے گا۔

ایک سہل صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خورجہ کے جو طلبہ دارالعلوم دیوبند میں مقیم ہیں جیسے مولٰنا قاری محمد شفیع صاحب کے صاحبزادے یا اور کوئی صاحب جن کو آپ مامور فرمادیں وہ بعد مغرب میری نشستگاہ پر آکر جو معلومات اس وقت حاصل ہوں ان کی یادداشت قلمبند کرلیا کریں۔

امید ہے کہ آپ میری رائے سے اتفاق فرمائیں گے۔ اور گرامی نامہ کے ذریعہ اپنے ارادے کی اطلاع دیں گے۔ والسلام

محمد طیب عفی عنہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(مہر ڈاکخانہ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۲)

دفتر دارالعلوم دیوبند

حضرت المحترم زید مجدکم السامی ـ بعد سلام مسنون عرض ہے میں آج ہی صبح سفر سے واپس ہوا تو گرامی نامہ پڑھا۔ حضرت مولانا کے وصال کی خبر سے حد درجہ صدمہ اور قلبی قلق ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

افسوس بڑے اور بزرگ اٹھتے جارہے ہیں۔ اور دنیا میں اندھیرا ہوتا جارہا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور آپ سب حضرات کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ہم سب آپ کے اس دردوغم میں شریک ہیں۔ میں خود حاضر ہو کر اس صدمہ میں شریک ہوتا لیکن مجبوری یہ ہوئی کہ ابھی دو ایک دن کے بعد یہاں کی مجلس شوریٰ

Marfat.com

کا جلسہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے غیر معمولی مصروفیت ہے۔
ختم قرآن شریف کرا کر ایصال ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔
میری طرف سے جملہ اہل بیت کی خدمت میں تعزیت فرما دیجئے۔ والسلام
بندہ محمد طیب عفی عنہ

(مہر ڈاکخانہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

دل شاہجہانپوری

شاہجہانپور
یکم جنوری ۱۹۴۷ء

مکرمی:- تاریخ پیدائش محفوظ نہیں۔ عمر تخمیناً ۶۰ سال۔ نثر نگاری کبھی کبھی شغل ہے۔

تصانیف: ناول درد دل۔ دل سوز۔ دیوان نغمۂ دل۔ ترانۂ دل۔
رسالہ "رہنمائے تعلیم" میں "دل نمبر" شائع ہوا ہے۔ جس میں ادباء نے میری شاعری پر تنقیدی مضامین لکھے ہیں۔ اعتبار الملک ہندوستان کے ادیبوں نے خطاب عطا فرمایا ہے۔

دل شاہجہاں پوری

مرزا ادیب

محب گرامی:- سخت نادم ہوں کہ آپ کے خط کا جواب بہت دیر سے دے رہا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ دو ماہ میں بہت پریشان رہا۔ ایک عزیز ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ علاوہ ازیں میں سفر میں بھی رہا۔ کیا توقع رکھوں آپ معاف فرمائیں گے؟
پورا نام دلاور علی۔ تاریخ ولادت ٹھیک طور پر یاد نہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے

Marfat.com

ابتدائی سال کے ابتدائی مہینوں میں۔ وطن مالوف لاہور (پنجاب)

فہرست تصانیف: صحرانورد کے خطوط۔ ۲۔ صحرانورد کے رومان۔ ۳۔ دنیائے آرزو۔ ۴۔ ان داتا۔ ۵۔ موت کا راگ۔ ۶۔ غلاموں کی بغاوت۔ ۷۔ ادیب کے ڈرامے (زیر طبع)

آج کل فلمی سٹوریاں لکھ رہا ہوں۔

نیازمند ادیب

(مہر ڈاکخانہ ۱۵ جنوری ۱۹۴۳ء)

ظفر الملک

لکھنؤ

۲۹ جنوری ۱۹۴۳ء

مکرمی۔ سلام مسنون ۔۔ آپ کو تعارف کی کیا ضرورت تھی۔ کیا آپ بھول گئے عرصہ بارہ تیرہ سال کا ہوا جب کہ آپ نے ایک مجموعہ رباعیات مرتب کیا اور مجھے بغرض اشاعت بھیجا۔

افسوس کہ میں آج کل بیحد مصروف ہوں۔ مولوی محمد یحیٰ تنہا مولف سیر المصنفین اپنی کتاب کی تیسری جلد مرتب کر رہے ہیں۔ کئی ہفتوں سے اُن کے آتے ہوئے خط کا جواب بھی نہ لکھ سکا۔ آپ اپنا کام کریں۔ امید ہے کہ اپریل تک میں موجودہ مصروفیت سے نجات پا جاؤں گا۔ اس وقت آپ جو کچھ دریافت کریں گے۔ اپنی معلومات کے بموجب انشاء اللہ تحریر کروں گا۔ اس وقت صرف اسی پر قناعت کرتا ہوں کہ ظفر الملک× میرا تاریخی نام ہے۔ خاندانی نام اسحٰق علی ہے۔ وطن کاکوری ضلع لکھنؤ۔ اپنے والد ماجد کی خدمت میں سلام مسنون پہنچا دیجئے۔ والسلام

خاکسار ظفر الملک

× ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲-۸۳ء۔

الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
۱۴ فروری ۱۹۴۳ء

مشفقی و مکرمی۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کا عنایت نامہ آیا رکھا تھا۔ کثرت کار کے سبب جواب جلد نہ لکھ سکا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔
خاندانی ولادتوں کی یادداشت کہیں کاغذوں میں مل گئی۔ تلاش سے بھی اس وقت نہ مل سکی۔ چونکہ ہمارے ہاں سالگرہ کی رسم نہیں ہوتی۔ تاریخوں کی یاد تازہ نہیں رہتی۔ تاہم جو تاریخ درج ہے صحیح کے قریب معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی بات معلوم ہو سکی تو متعاقب اطلاع دوں گا۔ امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام
الیاس برنی

فیاض علی

۴۔ پیاگپور ہاؤس یونیورسٹی روڈ لکھنؤ
۵ مارچ ۱۹۴۳ء

محترمی و مکرمی جناب عبداللہ خاں صاحب۔ تسلیم۔ مجھے بے انتہا ندامت ہے کہ میں نے اب تک جواب نہیں دیا۔ یہ تاخیر ارادتاً نہ تھی بلکہ مجبوراً۔ اب رہی میری مجبوریوں کی تفصیل تو وہ سن کر کیا کیجیے گا۔ میں تو ان سے پریشان ہوں ہی آپ بھی پریشان ہوں گے۔ اور ان کا یقین بھی شاید آپ کو اس وقت تک نہ ہو جب تک آپ خود میری مجبوریاں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔
اگر آپ زندہ دل شخص ہیں تو میرے عذرات قہقہوں میں اڑا دیں گے۔ اور اگر خرابیٔ صحت یا کسی اور وجہ سے آپ شہید متانت ہو چکے ہیں تو آپ میری معذرت جبراً قہراً سن کر ایسے انداز سے مسکرا کر خاموش ہو جائیں گے کہ اس تبسم کی تلخی ناقابل

Marfat.com

برداشت ہوگی۔

کیا آپ کو یا کسی اور صاحب کو یقین آسکتا ہے کہ اس عجیب وغریب دنیا میں ایک ایسا عجیب وغریب انسان بھی ہے جو بوجہ عدیم الفرصتی کے ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ کھانا بھول جاتا ہے۔ اور جب بہت بھوک لگتی ہے تو کچھ عرصے تک سوچنے کے بعد اسے یاد آتا ہے کہ بھوک اس لئے زیادہ محسوس ہو رہی ہے کہ آج دن بھر کھانا نہیں کھایا ہے۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے" ہے۔ اور یہ سب اس آزاد پیشہ کے طفیل میں جس کا نام وکالت ہے۔ جو مصداق ہے اس مشہور مصرعے کا۔ ع۔

خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

علاوہ اس کے اپنی سوانح عمری۔ طویل یا مختصر۔ اپنے ہی قلم سے لکھنا کچھ ایسی عجیب اور بے باک سی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ جس کی مرتکب صرف مہاتما گاندھی کی سی ناقابل فہم ہستی ہو سکتی ہے۔ ہم ایسے اپنی پرچھائیں سے ڈرنے والے اشخاص نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنی گذری ہوئی زندگی بیان کرتے ہوئے صرف ایسے واقعات کا اظہار کریں جن سے بجز اولوالعزمی۔ بلند خیالی اور خوش اطواری کے اور کوئی بات ثابت نہ ہو تو ہم دنیا کے سامنے اس غلط نظریہ کو پیش کرنے کے مجرم ہونگے کہ دنیا میں صرف اچھے ہی آدمی ہر دلعزیز ناول (مثل شمیم اور الورکے) لکھ سکتے ہیں۔ اور اگر ہم اپنے ہی قلم سے اپنے دامن کے بیشمار دھبّوں کی مصوّری کریں تو دنیا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے گی کہ صرف بُرے آدمی ہی اچھے ناول لکھ سکتے ہیں۔ غرض کہ آپکے عنایت نامے نے مجھے ایسی دماغی کشمکش میں ڈال دیا ہے کہ میں" گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل" کی تکلیف دہ منزل میں عرصہ سے پڑا ہوا ہوں۔

آپ فرمائیں گے" آپ عجیب آدمی ہیں۔ سیکڑوں کو میں نے لکھا اور سیکڑوں کے خطوط آئے مگر کسی نے ایسے مہمل عذرات نہیں کئے۔ سب نے اپنی مختصر سی سوانح عمری لکھ کر فوراً بھیج دی۔ جن کے پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کا

ہر واقعہ کہہ رہا ہے سہ

بالائے سرش ز ہوشمندی ـــ می تافت ستارۂ بلندی

میرا جواب یہ ہوگا۔ "میں کیا کروں کہ میری زندگی کا کوئی واقعہ ہی قابلِ ذکر نہیں بجز اس کے کہ ایک تعطیل میں وقت کاٹنے کے لئے کسی اردو میگزین کے واسطے ایک چھوٹا سا رومانی قصہ لکھنے بیٹھا تھا تو وہ ایسا خود بخود بڑھتا چلا گیا کہ ناول ہوگیا۔ اور وہ بھی قریب ۶۰۰ صفحوں کا۔ نام اس کا "شمیم" رکھدیا۔ سہمے ہوئے دل سے پبلک کے سامنے اسے پیش کر دیا۔ خیال تھا کہ بدمزاج اصحاب ناک چڑھا کر بھویں تان کر کہیں گے "یہ آخر آپ کو کیا سوجھی تھی کہ اتنا لمبا چوڑا قصہ لکھ بیٹھے۔ کبھی اور بھی لکھا تھا؟ کس کا دماغ خراب ہوا ہے جو اسے پڑھے گا؟"..

مگر خلافِ توقع نہ معلوم کونسی ادا اس کی عوام و خواص کے دل میں کھب گئی کہ مجھے اخبار والے ناولسٹ کہنے لگے۔ اور یہ سنتے سنتے مجھے بھی ایسی غلط فہمی ہوئی کہ دوسرا ناول لکھنا میں نے اپنا اخلاقی فرض سمجھ لیا اور اس کا نام "انور" رکھ دیا۔ پڑھنے والوں کی پسند کو کیا کہوں۔ جس پر نظرِ عنایت ہو جائے! کیونکہ

دل کے آنے کے اور ہی ڈھب ہیں

لیجئے "انور" بھی پسند آگیا اور ایسا پسند آیا کہ اب اردو ادبِ لطیف پر جب کبھی ہم کوئی مضمون پڑھتے ہیں تو اپنا نام دیکھ کر شرم آتی ہے کہ آخر ہم پر ناولسٹ ہونے کی تہمت کیوں لگائی جاتی ہے۔ ناولسٹ ہونے کے لئے تو موٹی سی عینک ناک پر اور ایک لمبی سی ڈاڑھی چہرے پر ہونی چاہیئے۔ اور ہم ہیں کہ ہمیں ان دونوں سے خواہ مخواہ کی ضد ہے۔ بلکہ بغض للّہی ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ساری دنیا کسی کے خلاف سازش کر کے اسے ناولسٹ کہنے لگے۔ وہ نہ بھی ناولسٹ ہو تو ناولسٹ ہو جائے گا۔ جیسے اچھے خاصے آدمی کو سب لوگ دیوانہ کہنے لگیں تو وہ بیچارہ شروع شروع میں انکار کرتا ہے۔ بحث کرتا ہے۔ بگڑتا ہے۔ جھنجھلاتا ہے۔ مگر آخر میں

Marfat.com

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھ کر واقعی دیوانہ ہو جاتا ہے۔

سمندِ ناز پر ایک اور تازیانہ ہوا۔ اب سنتا ہوں۔ فلمی اخباروں میں لکھا ہے کہ "انور" کا بمبئی میں فلم بن رہا ہے۔ "محبت" کے نام سے اور "شمیم" کا فلم بنانے یا بقول فلمی دنیا کے "فلمانے" کی تجویز ہو رہی ہے۔

آج کل مجھ سے ہر صاحب اور صاحبہ کی فرمائش یہ ہے کہ "فیاض صاحب وہ جو تیسرا ناول آپ لکھ رہے ہیں آخر کب تک ختم ہوگا۔ بلّٰہ جلد ختم کیجئے! ہاں اور نام کیا رکھا ہے آپ نے اس کا؟ ـــــ میں نے سنا ہے کہ "شمشاد" کوئی کہہ رہا تھا۔ "نسیم" یا شاید "ممتاز"؟ لیجئے لڑکا ابھی پیدا ہوا نہیں اور لوگوں نے نام پہلے ہی سے رکھ دیا۔ اس شوق کی بھی کوئی انتہا ہے؟ اس شوق کو کیا کہیئے؟ جیسے ہیں ناول لکھنے میں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوتی!!.....

لیجئے اتنا لمبا چوڑا خط ہو گیا۔ گو اس قدر زحمت دینے کا ارادہ نہ تھا۔ ارادہ صرف یہ تھا کہ آپ کو خوش کر دیں کیونکہ آپ ضرور خفا ہوں گے۔ اسی لئے تین صفحے سیاہ کر ڈالے۔ ورنہ پہلے ہی مرتبہ کیسے اتنے طویل خط لکھنے کی جسارت کرتا۔ کاش آپ خوش ہو کر میری بظاہر بے جا تاخیر کو معاف کر دیں.....

اب رہے حالاتِ زندگی۔ تو ان کی بابت کیا لکھوں۔ بجز اس کے کہ کوئی واقعہ قابلِ ذکر نہیں۔ لہٰذا صرف چند غیر دلچسپ بدمزہ بے روح حالات لکھے دیتا ہوں، ان میں سے جو چاہیئے گا اخذ کر لیجئے گا۔

میری تاریخِ ولادت۔ جون ۱۸۹۵ء بروز یکشنبہ۔

میرے والد صاحب کا نام۔ امتیاز علی صاحب مرحوم ایڈوکیٹ فیض آباد۔ فیض آباد کے نامور وکیل تھے۔ اور وہاں کی مشہور سربرآوردہ ہستیوں میں ان کا شمار تھا۔

تعلیم۔ میں نے چھٹے درجے سے بی۔ اے۔ ال۔ ال بی تک صرف علیگڈھ کالج میں پڑھا۔ بجز وہاں کے اور کسی اسکول یا کالج میں تعلیم حاصل نہیں کی۔

Marfat.com

۱۹۱۶ء میں ال ال بی فرسٹ ڈویزن میں پاس کیا۔ انٹرمیڈیٹ میں یونیورسٹی میں چھٹا نمبر آیا۔ اور اسکالرشپ ملا۔ وکالت ۱۹۱۶ء سے جنوری ۱۹۴۱ء تک فیض آباد میں وکالت کی اور وہاں کے بہترین اور کامیاب ترین وکیلوں میں شمار تھا جنوری ۱۹۴۱ء سے لکھنؤ چلا آیا۔ اب یہاں مزید شہرت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور بفضلہ کامیابی کے ساتھ۔

شمیم ناول ۱۹۲۳ء میں لکھا۔ ۱۹۲۴ء میں وہ شائع ہوا۔ پہلی مرتبہ۔ اس کے بعد کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں دوسرا ناول "انور" شائع ہوا۔ دونوں بہت مقبول خاص و عام ہوئے۔ تیسرا ناول لکھ رہا ہوں مگر فرصت کی قلت ہے۔ اور سمجھ لیجئے کہ یہ بھی ایک کرامت ہے بیسویں صدی کی کہ میں نے اتنا لمبا چوڑا خط لکھنے کا وقت نکال لیا۔ فقط

نیازمند فیاض علی

قاضی سید محمد احمد کاظمی

۲۷۔ کانپور روڈ، الہ آباد

مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۳ء

برادرم۔ السلام علیکم۔ جواب میں دیر ہونے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ جناب والد× صاحب قبلہ کی خدمت میں آپ کے سوالات روانہ کردئے ہیں اور استدعا کی ہے کہ وہ آپ کو جواب روانہ فرما دیں۔ میرا سال پیدائش ۱۸۹۲ء ہے۔ رہنے والا منگلور ضلع سہارنپور کا ہوں۔ تصنیف صرف ایک ہے۔ مضمون ایسا انتخاب کیا تھا کہ نہ عام فہم نہ عام پسند۔ یعنی تاریخ سکہ و شرح تبادلہ" اس کے علاوہ ایک رسالہ جداگانہ انتخاب کے بارے میں تحریر کیا تھا۔

× مولوی طفیل احمد صاحب مصنف "اسلام کا روشن مستقبل" وغیرہ۔

Marfat.com

جناب مولوی صاحب کی علالت کا حال معلوم ہو کر بہت افسوس ہوا خدا جلد صحت عطا فرماوے۔ اسی کی والد صاحب قبلہ کو بھی بہت تکلیف رہی۔ قسم قسم کے علاج کرائے بالآخر ہومیوپیتھی سے فائدہ ہوا۔ اب بھی جب تکلیف ہو جاتی ہے۔ وہی دوا کھاتے ہیں اور خدا کے فضل سے آرام ہو جاتا ہے۔ والسلام

خاکسار محمد احمد کاظمی

ن۔م۔راشد×

محترمی۔ السلام علیکم۔ ممتاز مفتی صاحب کا نام ممتاز حسین مفتی ہے۔ آپ کی تالیف کہاں تک پہنچی ہے۔ اس کی اشاعت کی کب تک امید ہے۔ میں تو عنقریب سمندر پار جا رہا ہوں۔ غریب الوطنی میں آپ کی کتاب دیکھ کر بڑی مسرت ہوگی۔

مخلص راشد

(مہر ڈاکخانہ نئی دہلی ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

عبدالرحمٰن چغتائی

چابک سواراں لاہور۔
۱۳ اکتوبر ۱۹۴۳ء

مکرم و معظم خان خویشگی صاحب۔ السلام علیکم۔ سب سے پہلے آپ کی تصنیف "فرہنگ عامرہ" میں نے ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن مکتبہ ابراہیمیہ سے خرید کی اور اس وقت سے آج تک ہر جگہ جہاں موقع ملا اس کی تعریف کرتا رہا۔ اور اکثر یہ سوچتا رہا آپ کو لکھوں کہ آپ نے اس کتاب میں ہندی الفاظ کا حصہ حذف کرکے بڑا ظلم کیا ہے۔ اگر ایسا ہی کرنا تھا یا آپ کے اصول کے منافی تھا تو میرا خیال

× نذر محمد راشد۔

Marfat.com

ہے آئندہ یہ حصہ الگ چھپوا دینا چاہیئے جس میں کئی ہزار الفاظ اسی صورت سے جمع ہو جانے چاہئیں۔ اس طرح وہ اپنی جگہ ایک الگ لغت بن جائے گی۔ اگر آپ غور فرمائیں تو آج اس کے بغیر اردو کا وجود بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور پھر اسی کے ساتھ یہی تصنیف ذرا وسیع پیمانے پر شائع ہو۔ کاغذ اچھا، سائز بڑا ہندی کا ضمیمہ الگ مگر ساتھ ہو تو میرے خیال میں تجارتی نقطۂ نگاہ سے اس کی مانگ کئی گنا زیادہ ہو جائے گی اور جو علمی خدمت انجام پا جائے گی اس کی داد خدا دے گا۔

آپ نے جو کچھ دریافت فرمایا ہے یا اپنے خلوص کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجھے یاد کیا یہ آپ کی بلند نظری کی دلیل ہے۔ میں نے جو کچھ کیا ہے یا کر رہا ہوں وہ بنی نوع انسان کے لئے ہی سمجھئے ورنہ دوسرے ذرائع یہاں اتنے محدود ہیں کہ ایک کم نظر انسان سوائے ٹھوکریں کھانے کے کچھ کر بھی نہیں سکتا۔

میری عمر اس وقت چوالیس پینتالیس سال کی ہو گی۔ لاہور میں پیدا ہوا، لاہور ہی میں بڑا ہوا اور ہو سکتا ہے کہ یہیں مر جاؤں۔ البتہ دو دفعہ یورپ ہو آیا ہوں اور ... کو جی بھر کر دیکھ آیا ہوں۔ اور اپنے تجربات کی بنا پر ایک کتاب "تہذیب مغرب" کے نام سے لکھ رہا ہوں۔ کہا نہیں جا سکتا کہ وہ مکمل ہو سکے گی بھی یا نہیں۔ ہر حالت میں میری کوششیں جاری ہیں اور جاری رہیں گی۔ چاہے اس کی نیت مکمل ہونے کی نہ ہو ـــــ

آرٹ میری زندگی کا مدعا ہے۔ اور شاید یہی ایک وجہ ہے کہ میرے آرٹ کی حیثیت ہندوستانی فن میں بالکل انفرادی ہے..... مرقع چغتائی، نقش چغتائی کے نام سے دو کتابیں میں نے غالب کے مصور ایڈیشن کی صورت میں شائع کی ہیں اور ان کے شائع کرنے کا مقصد محض فن کی خدمت کرنا تھا۔ اور ان روایات کو تازہ دم بنانا تھا جن سے کبھی ہماری روحانی اور معاشرتی زندگی زندہ تھی اور میری کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج مغرب کی ہر بڑی لائبریری میں اردو کی جو جامع کتاب موجود ہے وہ غالب

Marfat.com

کا مصور ایڈیشن ہے۔ ہندوستان کا جدید اور قدیم آرٹ، اسی پریس نے کتاب کی صورت میں تفصیلاً تبصرہ کیا ہے۔ اور یہ کتاب کوئی سوا تین سو صفحات پر ہے۔

آج کل میں عمر خیام کے مصور ایڈیشن کے شائع کرنے میں مصروف ہوں۔ اور اگر یہ ایڈیشن میں اپنی انتھک کوششوں سے شائع کرنے میں کامیاب ہوگیا تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں میری یہ کوشش دنیا بھر میں بیسویں صدی کی بہترین کتاب کہلائے گی۔ مرقع چغتائی ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا تھا۔ نقش چغتائی ۱۹۳۶ء میں، مرقع چغتائی کا ایک خاص ایڈیشن شائع کیا گیا تھا جس کی ایک کاپی ایک سو دس روپیہ کو فروخت ہوئی۔

میری زندگی کی ایک "ہوبی" ہے کہ میں جب وقت پاؤں تو مختصر افسانے لکھا کروں۔ اور میرے افسانے اسی طرح سے میرے ہیں جس طرح سے میرا آرٹ میرا ہے۔ اور میرے آرٹ اور میرے افسانوں سے ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ میں وقت کے ساتھ ساتھ نہیں بلکہ وقت سے بہت آگے چلا جا رہا ہوں۔ ان میں ترقی پسندانہ ادب ہے۔ تو میرے آرٹ میں بھی یہی جذبہ پایا جاتا ہے۔ میں روایات کا اتنا ہی قائل ہوں جتنا کہ ہر فن کار کے لئے ہونا ضرور ہے۔

افسانوں میں میری ایک کتاب "لگان" کے نام سے تقریباً تیار ہے شائع ہوتے ہی آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ اسی طرح ایک اور کتاب لکھ رہا ہوں، یعنی جنون ہے اور جنون کسی نہ کسی صورت پورا کرنا ہی ہوتا ہے۔ لیکن باوجود ان ادبی مصروفیتوں کے میں نے اپنے فن کے ساتھ کبھی بددیانتی نہیں کی۔ یہ لکھنے کا وقت بس اتنا ہی سمجھئے کہ بیکاری کا حل اور جذبات کی ترجمانی ہے۔

ہم تین بھائی ہیں۔ ذاکر عبداللہ چغتائی بھی میرا بھائی ہے۔ جنھوں نے تاج محل پر ایک شاندار کتاب لکھی ہے۔ میرا چھوٹا بھائی عبدالرحیم چغتائی ہے جس نے نقش چغتائی، مرقع چغتائی خود چھاپا اور شائع کیا تھا۔ ہم لوگ ہرات سے آئے تھے یعنی ایران سے ۔۔۔ حافظ لطف اللہ ۔۔۔ حامد اور احمد،

Marfat.com

یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے جامع مسجد دہلی۔ لال قلعہ اور تاج محل ڈزائن کئے تھے۔ میرے والد کا نام میاں کریم بخش تھا۔ ہم سب بھائیوں کی فطرت یہی ہے کہ کچھ خدمت انسانی کرتے رہیں۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

مخلص چغتائی لاہور

(۲)

لاہور

۶ر نومبر ۱۹۴۳ء

محترم و معظم خان خویشگی۔ السلام علیکم ۔۔۔ آپ کے خلوص اور محبت سے پُر جذبات کا شکریہ اور دلی شکریہ۔ پنجاب اب بھی آپ کا ہے۔ پنجاب والے' پنجاب آپ سے دل کھول کر بغل گیر ہوگا۔ ایم اسلم میرے محترم بھائی ہیں۔ وہ بڑے ہی خلیق ہیں۔ آپ ان کو ضرور خط لکھئے وہ آپ کو آپ کے خط کا جواب ضرور دیں گے۔ امتیاز علی تاج کو میں جلد ملنے والا ہوں۔ ان کو آپ کی شکایت ضرور پہنچا دوں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ وہ آپ کی مدد کریں۔

فرہنگ عامرہ کے ساتھ ہندی کا ضمیمہ لگانے کی ضرور کوشش کریں۔ کام جو تھا وہ آپ کر چکے ہیں۔ وہ کام واقع میں ایک دفتر ایک جماعت کا کام تھا مگر یہ ہندی ضمیمہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔ اسی طرح چار پانچ ہزار الفاظ اور بن جائیں گے۔ جن کی اردو کو اشد ضرورت ہے۔ اور ان سے آپکی تصنیف بالکل نئی اور کئی گنا مفید ثابت ہوگی۔ خدا آپ کے کام میں برکت دے گا۔

آپ نے جو کچھ میرے متعلق لکھا ہے میں ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا اور دعا کیجئے کہ خدا انجام اچھا کرے اور توفیق دے کہ ہم کچھ اور خدمت انجام دے سکیں ۔۔۔

لاہور کبھی آنے کا ارادہ ہو تو کم سے کم دس بارہ روز پہلے اطلاع دیں۔ اکثر اور

Marfat.com

صحیح تاریخوں کا فیصلہ کر کے آئیں۔ تاکہ لاہور ہونا یقینی ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے احباب آ جاتے ہیں اور ملنے والے لاہور میں نہیں ہوتے۔ ویسے بہت بسم اللہ۔

خدا ہر مسلمان کو توفیق دے کہ وہ اپنی قوم کی خدمت کرے اور اس دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرے۔ والسلام

مخلص چغتائی لاہور

محمد دین تاثیر

سملہ

۱۳ر نومبر ۱۹۴۳ء

محترمی و مکرمی تسلیمات ـــ میری خاموشی کی وجہ میرا یہ اصول ہے کہ تذکروں اور دیگر اشتہاری (لغوی معنوں میں) تحریروں سے اجتناب کیا جانا چاہیئے۔ یہ اصول میری اپنی ذات کے متعلق ہے۔ دیگر احباب کے متعلق التماس ہے کہ میراجی، عابد علی عابد، سراج الدین ظفر، حفیظ ہوشیارپوری، یوسف ظفر اور قیوم نظر قابل توجہ ہیں۔ شعراء میں سے اختر ہوشیارپوری اور صوفی تبسم بھی اور عاشق بٹالوی بحیثیت مختصر افسانہ نویس۔

میراجی کے متعلق "میری بہترین نظم" مطبوعہ کتابستان الہ آباد سے پوری تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس مجموعے میں کئی اور نئے شعراء کے خودنوشت حالات درج ہیں۔ "نگار" کے غزل نمبر ۱۹۴۰ء میں زیادہ معمر لوگوں کے خودنوشت حالات ہیں۔ اسی طرح "۱۹۴۲ء کی بہترین نظمیں" اس نام کی دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ایک مکتبہ اردو لاہور کی طرف سے اور ایک حلقۂ ارباب ذوق لاہور کی طرف سے مگر دونوں میں شعراء کی تاریخ پیدائش نہیں، قابل توجہ اسماء ضرور درج ہیں۔ نجانے آپ نے چراغ حسن حسرت (سندھ باد جہازی) اور پنڈت ہری چند اختر کو شامل کیا ہے۔ یا نہیں۔ موقر ادیب ہیں اور دونوں دہلی میں مقیم ہیں۔ غلام عباس مدیر

Marfat.com

آواز آپ کو ان کا پتہ بتلا دیں گے۔ فیض صاحب بھی دہلی میں ہیں ۔۔۔ اور ن م۔ راشد بھی! آج کل استادی شاگردی کا تعلق کم ہوتا ہے۔ البتہ اثر انداز اصحاب کا نام مذکور ہوتا ہے۔ چنانچہ کتابستان کی "میری بہترین نظم" میں شعراء نے اپنے حالات میں کچھ نام گنوائے ہیں۔ اگر آپ یہ نام شامل کرلیں تو پرانے تذکروں کے انداز کا بدل پیدا ہو جائیگا اسی طرح ایک کتاب "پنجاب کے شعراء" (کچھ ایسا ہی نام ہے) مرتبہ ڈاکٹر باقر اورینٹل کالج لاہور میں آپ کو بہت سے لوگوں کے حالات مل جائیں گے۔ والسلام

نیاز مند تاثیر

جوش ملسیانی

نکودر ضلع جالندھر

۲۴ر نومبر ۱۹۴۳ء

کرم فرمائے بندہ زاد استفادہ تسلیمات عرض ہے آپ کا عنایت نامہ مرکز تصنیف و تالیف نکودر کے ایک رکن نے میرے پاس پہنچا دیا۔ یہ مرکز اب بند ہو چکا ہے۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ آپ کا عنایت نامہ میرے پاس پہنچ گیا۔

میرا نام پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی۔ تلمیذ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی وطن ملسیان ضلع جالندھر۔ اسی جگہ پرورش پائی۔ تاریخ ولادت یکم فروری ۱۸۸۳ء ڈسٹرکٹ بورڈ نکودر میں اول مدرس فارسی رہ کر ۱۹۳۶ء کے دسمبر میں میعاد عمر کی بنا پر ملازمت چھوڑنی پڑی۔ اب رسالہ "رہنمائے تعلیم لاہور" کے حصۂ نظم و شعبہ ادبیات کا اڈیٹر ہوں۔ بال مکند عرش ملسیانی بی اے میرے اکلوتے فرزند ہیں زیادہ انظہار خلوص

جوش ملسیانی

Marfat.com

سید عابد علی عابد

دیال سنگھ کالج

۲۶ نومبر ۱۹۴۳ء

مکرمی تسلیم — آپ کے گرامی ناموں کا جواب نہ دینے کی وجہ خدا نخواستہ بے نیازی نہ تھی۔ بیماری اور مکروہات روزگار نے پریشان رکھا۔ اس کے باوجود نادم ہوں اور طالب عفو۔

سوانح یہ طریق اختصار یہ ہیں :

ولادت ۱۹۰۶ء مقام لاہور۔ تعلیم و تربیت پنجاب ہی میں پائی ہے۔ بالخصوص لاہور میں۔ اس وقت دیال سنگھ کالج لاہور میں شعبۂ ادبیات ایرانی کا صدر ہوں۔ اور پنجاب یونیورسٹی میں فارسی کا استاد ہوں ۔

تصانیف مطبوعہ یہ ہیں: ۱۔ قسمت اور دوسرے افسانے ۲۔ حجاب زندگی اور دوسرے افسانے ۳۔ طلسمات (مختصر افسانوں کا مجموعہ) ۴۔ چاندنی (ناول جو ریڈیو سے نشر ہوا) ۵۔ روپ متی اور دہلی میں قتل عام (دو فیچر جو لاہور ریڈیو سے نشر ہوئے)۔

میرے ادبی اور انتقادی مضامین رسالہ جامعہ دہلی' شاہکار' ادبی دنیا' نیرنگ خیال اور ہزار داستان میں بکھرے پڑے ہیں۔ جن میں "خیام کا عہد اور اس کی شاعری" "غالب کی فارسی شاعری" "شاد عظیم آبادی" "اقبال کا آرٹ" اور "فنون لطیفہ" قابل ذکر ہیں۔

پچھلے دنوں ریڈیو کے لئے بہت لکھا جس میں ایک اور ناول "دکھ سکھ" بھی شامل ہے۔ اس کام کے سلسلے میں اگر پنجاب کی ادبی روایات یا ادیبوں کی سوانح کے متعلق میری مدد کی ضرورت ہو تو بے تکلف لکھئے۔

مخلص۔ خیر اندیش عابد علی

Marfat.com

چراغ حسن حسرت

دہلی

۲۷ نومبر ۱۹۴۳ء

مکرمی۔ سلام علیکم ۔۔۔ اردو ادب کی تاریخ کیا ہوگی؟ جس میں آپ مجھ ایسے لوگوں کے حالات درج کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً آپ کے پیشِ نظر "خمخانہ جاوید" کے انداز کا کوئی تذکرہ ہے۔ اس قسم کے تذکرے اس لحاظ سے تو مفید ہیں کہ ان کی وجہ سے غیر معروف لوگوں کے حالات محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ان کے سوا ان کا اور کوئی فائدہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اگر آپ نے تاریخ ادب لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو اسے گوشوارہ یا کھتونی نہ بنایئے۔ بلکہ اردو ادب کے ارتقاء کے دائرۂ بحث تک محدود رکھئے۔ اس کے سیاسی اور اقتصادی موثرات کا ذکر کیجئے۔ اور ضمناً ایسے لوگوں کے حالات بھی لکھ ڈالئے جو ادب اردو میں سنگ میل یا نشان راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اردو میں آج تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی۔ جس میں ادب کے سیاسی اور اقتصادی عوامل سے بحث کی گئی ہو۔ ہاں شبلی مرحوم کی شعر العجم اس سے مستثنیٰ ہے لیکن شعر العجم کا موضوع بحث فارسی شاعری ہے۔ ادب اردو ابھی تک اسی قسم کی کسی تنقیدی کتاب سے محروم ہے۔ یہ لمبی بحث ہے۔ اور فرصت چاہتی ہے بہرحال میں اپنے مختصر حالات لکھتا ہوں لیکن محض ازراہِ امتثال امر۔ ورنہ ظاہر ہے کہ یہ حالات "تاریخ ادب" جیسی کتاب میں جگہ پانے کے ہرگز مستحق نہیں۔

وطن مالوف کشمیر ہے۔ میں کشمیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جو بارہ مولہ سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر (مغرب کی طرف) واقع ہے۔ پیدا ہوا۔ "چراغ حسن" ۱۳۲۲ھ تاریخی نام ہے۔ عمر کا ابتدائی حصہ "پونچھ" میں گزرا جو کشمیر کے توابع میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ وہیں ابتدائی تعلیم بھی پائی۔ ذوقِ شعر ابتدا سے ہے۔ میرے والد شیخ بدرالدین فارسی اور کشمیری دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ میرے نانا منشی حسن علی خاں اردو کے

Marfat.com

شاعر تھے۔ لیکن زیادہ تر نعت گوئی کا شوق تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ابتدا میں جن لوگوں سے متاثر ہوا۔ اُن میں ایک منشی صادق علی خاں تھے۔ جو پونچھ میں اسلامیہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور "مخزن" کے ابتدائی دور کے لکھنے والوں میں سے تھے۔ دوسرے صاحب خان بہادر احمد دین تھے۔ جو مدت تک ایران کے برطانوی سفارت خانے سے متعلق رہے تھے۔ وہ خود تو شعر نہیں کہتے تھے۔ لیکن شعر فہمی کا بہت اچھا مذاق رکھتے تھے۔ پونچھ میں وہ جج مقرر ہو کے آئے اور کئی برس وہاں رہے۔ میں نے ایک مرتبہ فارسی میں ایک قطعہ لکھا جس میں انہیں مخاطب کر کے یہ شعر کہا تھا ؎

مرا بہ تست ہماں نسبتے کہ عرفی داشت
بہ نکتہ سنج یگانہ حکیم گیلانی

یہ آج سے پچیس برس اُدھر کی بات ہے۔ وہ زمانہ میری جہالت اور نادانی کا زمانہ تھا۔ میرے نزدیک اس قسم کی تعلّی نہایت معیوب چیز ہے۔ میں کچھ دیر مختلف اسکولوں میں ٹیچر رہا۔ ۱۹۲۵ء میں اخبار نویسی اختیار کی۔

اخبار نویسی کی ابتدا کلکتہ سے ہوئی۔ پہلے مولانا شائق احمد عثمانی کے اخبار عصرِ جدید میں کام کرتا رہا۔ پھر کچھ دن نئی دنیا اور جمہور وغیرہ کی ادارت کی۔ آفتاب کے نام سے ایک ادبی رسالہ بھی نکالا۔ جو تقریباً ڈیڑھ برس چل کر بند ہو گیا۔ چند دن مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار پیغام میں بھی کام کیا۔ ۱۹۲۹ء کے آغاز میں لاہور چلا آیا۔ پہلے زمیندار۔ پھر احسان۔ شہباز وغیرہ سے تعلق رہا۔ کلکتہ میں "کولمبس" کے نام سے فکاہی کالم لکھتا تھا۔ لاہور میں "سندباد جہازی" کے نام سے مدت تک مضامین لکھتا رہا ہوں۔ شعر بھی کہتا رہا ہوں۔ لیکن طبیعت کا رجحان زیادہ تر غزل کی جانب ہے۔ اس کے علاوہ سیاسی نظمیں بھی کہی ہیں۔

حسب ذیل کتابیں چھپ چکی ہیں:

مطائبات ـــــ اخباری مضامین ہیں جو ایک صاحب نے جمع کر کے چھاپ دیئے ہیں۔
کیلے کا چھلکا ـــ یعنی مزاحیہ اور نیم مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ جن میں اکثر شیرازہ

Marfat.com

میں چھپ چکے ہیں۔

دو ڈاکٹر — ڈاکٹر عالم اور ڈاکٹر سیتہ پال کی سوانح ہیں۔

مردم دیدہ — جن مشہور لوگوں سے زندگی میں ملاقات ہوئی ہے اُن کے حالات ہیں۔ میری تصانیف میں صرف یہی ایک کتاب کسی قدر قابلِ اعتنا ہے۔

جدید جغرافیہ پنجاب — پنجاب کی سیاسیات پر طنز ہے۔

حیاتِ اقبال — طلبہ کے لئے اقبالؒ کے حالات آسان زبان میں۔

بچوں کے گیت — نظموں کی چھوٹی سی کتاب ہے۔

ہندو دیو مالا — ہندو دیو مالا کی کہانیاں ہیں۔ کتاب زیرِ طبع ہے۔

سرگزشتِ اسلام — چار جلدوں میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی مختصر تاریخ ہے۔ جو پنجاب کے اسلامیہ اسکولوں کے نصاب میں شامل ہے۔

اور بھی کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ تین چار سال تک شیرازہ نکالتا رہا ہوں جس میں بیشتر طنزیہ اور مزاحیہ مضامین ہوتے تھے۔ رسالے کے زیادہ تر مضامین خود لکھتا تھا۔ میری کئی کتابیں پہلے شیرازہ ہی میں بالاقساط چھپیں اور پھر کتابی صورت میں جمع کر دی گئیں۔

لیجئے میرے حالات ختم ہو گئے۔ میں نے گیت بھی لکھے ہیں۔ اور بعض ان میں خاصے مقبول بھی ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا کوئی مجموعہ نہیں چھپا۔ اور اب مجموعہ چھپا کے بھی کیا کرونگا زمانہ بدل چکا ہے نئے لوگ ہیں۔ نیا انداز ہے۔ اس ہنگامے میں مجھ ایسے لوگوں کی بات کون سنتا ہے؟ میں اگر ان لوگوں کی بولی بولنے لگوں تو لوگ ہنسیں گے کہ اس بڈھے کو کیا ہو گیا!

نیاز مند حسرت

شیر محمد اختر

۵۰ ٹیمپل روڈ، لاہور

۱۷ دسمبر ۱۹۷۳ء

Marfat.com

محترمی و مکرمی۔ سلام مسنون ـــ آپ کے گرامی نامے کا شکریہ۔
آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں۔
سال پیدائش ستمبر ۱۹۱۰ء وطن گجرات (پنجاب)
تصنیفات:
افسانے۔ "سائے"۔ "بھنور" "بادلوں میں"
ڈرامے۔ "واہمہ"
نفسیات ـــ "احساس کمتری"
ذیل کے جرائد میں میرے مضامین طبع ہوتے رہے ہیں:
۱۔ ادبی دنیا لاہور۔ ۲۔ جامعہ دہلی ۳۔ ادب لطیف لاہور۔ ۴۔ ہمایوں لاہور۔ ۵۔ شاہکار لاہور۔ ۶۔ تہذیب النسواں لاہور۔ ۷۔ ہندوستان بمبئی۔ ۸۔ آوازِ نسواں دہلی۔ ۹۔ ساقی دہلی
نفسیات میرا دلپسند موضوع ہے۔ چنانچہ میرے افسانوں میں یہی چیز پس منظر کا کام دیتی ہے
نیازمند شیر محمد اختر

کامریڈ باری

لاہور
۱۸ دسمبر ۴۳ء

نام: باری۔ تاریخ پیدائش: ۱۱ نومبر ۱۹۰۸ء مقام پیدائش: کلانور ضلع گورداسپور
ابتدائی تعلیم: مدرسہ تعلیم القرآن۔ لائل پور۔ وطن: لائل پور۔
فہرست تصانیف: "انقلاب فرانس"۔ "کمپنی کی حکومت"۔ "پیار" (ایک ڈرامے کا ترجمہ) "کارل مارکس" "مشین اور مزدور" "محمد عربی" (صلی اللہ علیہ وسلم) "تاریخ کیا ہے؟"
صحائف و جرائد کے لئے بہت کم لکھتا ہوں۔
نیازمند باری

Marfat.com

سید شفیع الدین ناکارہ

نظام شاہی، حیدرآباد دکن

۱۹ مارچ ۱۹۴۳ء

مکرمی السلام علیکم ــــ یاد آوری کا شکریہ۔ آپ نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے اس کی کامیابی کا متمنی ہوں۔ فرہنگ عامرہ جس پایہ کی کتاب ہے۔ امید ہے کہ زیر ترتیب کتاب بھی بلند ترین معیار کی ہوگی۔

ناچیز کا وطن مالوف حیدرآباد دکن ہے۔ صحیح تاریخ ولادت خود مجھے بھی کچھ نہیں معلوم۔ اس لئے کہ سن تین ہیں ہجری۔ عیسوی اور فصلی، اور آدمی کی تاریخ ولادت چاہے کچھ ہی ہو اس کی عمر ایک نہیں رہتی بلکہ تین ہوتی ہیں، ہجری کے لحاظ سے ایک، عیسوی کے لحاظ سے ایک اور فصلی کے لحاظ سے ایک۔ اب آپ ہی بتائیے کہ جب تثلیث کے عمل کا عمر بھر ساتھ ہے وحدت کی توقع عبث ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اسکول و کالج اور سرکاری ملازمت کے لئے کوئی نہ کوئی تاریخ ولادت ضرور لکھانی پڑتی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار تمیزی پر ہے کہ تاریخ صحیح لکھائیں یا جھوٹی، جھوٹی یعنی گھٹا کر لکھائیں تو اس میں البتہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ چنانچہ ناچیز نے بھی یہی کیا، چونکہ صحیح تاریخ کی اپنے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی۔ اس لئے اسکول کے رجسٹر میں تاریخ اندازے سے درج کرادی اور وہ ہے۔ ۱۰ ۱را کتوبر ۱۹۱۰ء

آپ اہل قلم کے فوٹو شائع نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے میں جناب کی اس فرو گذاشت کی تلافی کئے دیتا ہوں۔

چیزے کہ بے سوال رسد دادۂ خداست

چنانچہ ناچیز کا حلیہ مبارک یہ ہے: گندمی رنگ، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، ستواں ناک، چوڑی پیشانی اور بالوں کے جھڑنے کے عمل سے یہ "شاہ راہ" اور چوڑی ہوتی چلی جارہی ہے۔ نہایت نازک پتلی پتلی انگلیاں آرٹسٹوں کی سی، قد چھ فیٹ وزن

Marfat.com

ایک سو چالیس پونڈ' دائیں گال پر ڈیڑھ انچ لمبا آپریشن کا داغ (یاد رکھئے' چہرے کا داغ بدنصیب ہندوستان میں نہیں' نہ سہی' جرمنی میں خوبصورتی اور مردانگی کی علامت سمجھا جاتا ہے!) ڈاڑھی ندارد مطلب یہ کہ سرے سے غائب ہی نہیں بلکہ نیشن کا انتظام صفائی ہر دوسرے تیسرے جاری رہتا ہے۔ اور چونکہ جوانی کے عالم میں بھی بال نزلہ کے مارے سفید ہونے لگے ہیں۔ اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ مستقبل میں ڈاڑھی کے ساتھ مونچھوں کا صفایا بھی کرنے لگوں گا تاکہ لوگ بوڑھا نہ سمجھیں ہاں یہ تو لکھنا بھول ہی گیا نظام کالج حیدرآباد جس کا تعلق مدراس یونیورسٹی سے ہے' اس میں بی۔ اے تک تعلیم پائی ہے۔

تصانیف میں ایک ہی تصنیف ہے' اس کا نام ہے "صمدانی" (مزاحیہ افسانوں کا مجموعہ) لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک بیوی اور ایک تصنیف کا قائل ہوں تعدد ازدواج کی طرح تعدد تصانیف کا قائل ضرور ہوں لیکن کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ہمت نہیں پڑتی۔

باقی سب خیریت ــــ البتہ آج کل ذرا تبخیر معدہ اور اختلاج قلب کے مرض میں مبتلا ہوں۔

ناچیز محمد شفیع الدین ناکارہ

یوسف ظفر

محترمی۔ سلام مسنون ــ میں پچھلے دنوں سے صاحب فراش ہوں اور میری مجبوریاں کوتاہیوں کا رنگ اختیار کر رہی ہیں۔ معذرت چاہتا ہوں۔

اسی مہینے میری پہلی تصنیف زندان شائع ہوئی ہے۔ جس کے مقدمے میں میں نے اپنے مفصل حالات کا خاکہ سا پیش کیا ہے۔ آپ نے مختصراً دریافت فرمایا ہے۔ عرض کئے دیتا ہوں۔

نام محمد یوسف۔ تخلص ظفر۔ تاریخ ولادت یکم دسمبر ۱۹۱۴ء۔ وطن مالوف

Marfat.com

گوجرانوالہ (پنجاب)۔ دوسرا مجموعہ زہر خند زیر طبع ہے۔ ۱۹۲۹ء سے شعر کہہ رہا ہوں۔ لیکن رسائل کی دنیا میں سب سے پہلے ۱۹۴۰ء سے آیا۔ اس کے پس منظر میں یہ احساس تھا کہ مجھے اپنی انفرادیت کا حامل ہونا چاہیئے۔

نیاز کیش یوسف ظفر

(مہر ڈاکخانہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۳ء)

اختر انصاری

احاطہ اودے بیر سنگھ علیگڈھ
۵ ستمبر ۱۹۴۲ء

مخترمی و مخدومی۔ سلام شوق ــ مزاج گرامی۔ شرمندہ ہوں کہ جواب میں چند روز کی تاخیر ہوئی۔ میرا مولد و منشا اور آبائی وطن بدایوں ہے والدین نے محمد اختر نام رکھا تھا۔ تاریخ پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء (ایک ہزار نوسو نو) والد مرحوم (ڈاکٹر محفوظ اللہ) سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو کر دہلی میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ چنانچہ دو تین سال کی عمر سے لیکر بائیس سال کی عمر تک مسلسل دہلی ہی میں رہا۔ وہیں تعلیم و تربیت کے منازل طے کئے۔ اس لئے دہلی کو اپنا وطن خیال کرتا ہوں۔

میں گزشتہ تیرہ برس سے اردو نظم و نثر لکھ رہا ہوں۔ نظم میں میں نے غزلیں بھی کہی ہیں، رومانی اور غنائی نظمیں بھی لکھی ہیں۔ ترقی پسندانہ شاعری بھی کی ہے۔ اور قطعات کی شکل میں اردو شاعری کو ایک بالکل نئی چیز بھی دی ہے۔ نثر میں زیادہ تر توجہ افسانہ نگاری میں رہی ہے۔ مگر افسانہ کے علاوہ تنقید بھی لکھی ہے۔ گزشتہ ستر و سال کے دوران میں میں نے اردو کے بہترین اور موقر ترین جرائد و رسائل میں مسلسل لکھا ہے۔

میری تصانیف:

Marfat.com

نغمۂ روح (غزلوں اور قطعوں اور نظموں کا مجموعہ) آبگینے (۲۴۰ قطعات کا مجموعہ) خوناب (سو غزلوں کا مجموعہ) خندۂ سحر (چالیس رومانی، غنائی اور محاکاتی غزلوں کا مجموعہ) روح عصر (۲۲ ترقی پسندانہ کلام کا مجموعہ) ناز و (۴ اردو ناولوں کا مجموعہ) خونی (۱۲ ترقی پسند افسانوں کا مجموعہ) افادی ادب (ایک تنقیدی مقالہ) ایک ادبی ڈائری (ڈائری کے انداز میں تنقید تبصرہ شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ کتابیں بے حد مقبول ہوئی ہیں۔ اور گو میرے خیال میں ابھی ان کی اصلی اہمیت متیقن نہیں کی گئی، تاہم نقادوں اور تبصرہ نگاروں نے ان کا شمار اس دور کے بہترین ادبی کارناموں میں کیا ہے۔

امید کہ آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہوں گے۔

نیازمند اختر انصاری

مولانا شبیر احمد عثمانی

دیوبند

۱۸ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ

برادر مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ بعد سلام مسنون آنکہ آپ کے گرامی نامہ سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کی رحلت کی خبر معلوم ہو کر بہت تاسف ہوا۔

حضرت مرحوم ہمارے بزرگوں کی یادگار تھے۔ ان کا علم و تقویٰ مسلم تھا۔ ان کے فیض سے مسلمانوں کی محرومی موجب تاسف ہے۔ لیکن ہر چیز کی ایک اجل ہے۔ مقدرات پر صبر و شکر ہی مسلم کا شیوہ ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

میں تقریباً ایک ماہ سے علیل ہوں۔ جو کچھ ممکن ہو گا پڑھ کر ایصال ثواب کروں گا۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی

(مہر ڈاکخانہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

Marfat.com

عندلیب شادانی

نیل کھیت روڈ۔ رمنا، ڈھاکہ

۲۹ جنوری ۱۹۴۲ء

محترمی السلام علیکم۔ آپ کے متعدد خطوط کا جواب میں نے نہیں دیا۔ اس اخلاقی جرم کا مجھے اعتراف ہے۔ اور اس پر ندامت بھی۔ مگر حقیقت حال میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میٹرکولیشن سرٹیفکیٹ کے اندراج کے مطابق میری ولادت یکم مارچ ۱۹۰۴ء ہے۔ اور میرا وطن ریاست رام پور ہے۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

× عندلیب شادانی

محمد اجمل خاں

۲۲۔ پرتھی راج روڈ نئی دہلی

۲۹ جنوری ۱۹۴۲ء

خان والا شان تسلیم۔ حضرت مولانا اس وقت کاموں کے ہجوم میں اس طرح گھرے ہوئے ہیں کہ ان کے لئے کوئی وقت نکالنا دشوار ہے۔ بہتر یہ ہو کہ آپ اپنی فرہنگ بذریعہ ڈاک بھیج دیں۔ اور پھر وسط فروری میں ملنے کے لئے زحمت گوارا کریں۔ مولانا بخوشی ملیں گے۔

کیا آپ نے جدید اصول اعراب جو میں نے ایجاد کرنے کی کوشش کی ہے دیکھا ہے؟ مجھے خیال ہوتا ہے کہ مولوی سمیع اللہ صاحب کے کتب خانے میں اس مسئلہ پر آپ سے گفتگو ہوئی تھی۔ میں نے واؤ مجہول کے لئے خالی سر کا واو (و) تجویز کی ہے۔

× ڈاکٹر وجاہت حسین ایم۔ اے (پی۔ ایچ۔ ڈی)

Marfat.com

اور یائے مجہول کے لئے نیچے اوپر دو نقطے مثلاً مول، چوڑ اور تیز، شیر۔ اور اسی طرح اعراب میں "پیش مجہول" خالی سر ہوگا اور "مجہول کسرہ" کے لئے ے یہ علامت۔
میں نے اس مسئلہ پر کافی وقت صرف کیا ہے اور امید ہے کہ آپ بھی اپنی مشکلات کی روشنی میں کسی نتیجے پر پہنچے ہوں گے۔

نیازمند محمد اجمل خاں*

سید اختر اورینوی

پٹنہ کالج، بانکی پور
۵ مارچ ۱۹۴۷ء

محترمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ خط خوش وقت ہوا۔
ناچیز کا نام سید اختر احمد ہے اور اختر اورینوی مشہور ہے۔ پہلے شاعری شروع کی۔ اختر تخلص رکھا۔ اب تک شاعری کا شوق ہے۔ مگر زیادہ تر نظمیں لکھتا ہوں۔ غزلوں سے بھی انکار نہیں۔ افسانہ نگاری، ڈرامہ نویسی، نقد و نظر اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ فی الحال دو ناول زیر تحریر ہیں "تعمیر" اور "کاروان"۔ تعمیر کا آخری باب لکھ رہا ہوں۔
۱۹۱۱ء میں پیدا ہوا۔ تعلیم مختلف رنگ میں ہوتی رہی۔ گھر پر فارسی اور عربی پڑھی۔ انگریزی تعلیم میں نئے شاخسانے پھوٹے۔ سائنس کے بعد میڈیسن پڑھی تین سال میڈیکل کالج پٹنہ میں طالب العلم رہا۔ بی۔ اے انگریزی آنرز کے ساتھ کیا۔ اردو میں ام اے کیا بعد ۱۹۳۴ء میں پٹنہ کالج کا اردو لکچرار مقرر ہوا۔ اب پرانسرار دو کا ہوں۔
وطن ایک گاؤں "اورینہ" یا "اورین" ہے۔ بودھوں کے وقت کی بستی ہے:
"او (روشنی) رین (رات) - اورینہ = رات کی روشنی والا — اورین = رات کی روشنی۔"

---

* متعدد کتابوں کے مصنف اور مولانا ابوالکلام آزاد کے پرائیویٹ سیکرٹری۔ آپ کا وطن پرتاب گڈھ (اودھ) ہے۔

Marfat.com

پہاڑی پر کتبے ہیں۔ اور گڑھی کے اندر سے مہاتما بودھ کے مجسمے نکلتے ہیں۔ یہ گاؤں مونگیر ضلع صوبہ بہار میں ہے۔

تصانیف: (۱) ڈرامہ شہنشاہ حبشہ ۵ ایکٹ (۲) اقبال۔ تنقید (۳) منظر پس منظر۔ افسانہ (۴) کلیاں اور کانٹے (۵) انارکلی اور بھول بھلیاں۔ افسانہ (۶) سیمنٹ وڈ نمائیٹ۔ افسانہ (۷) کسوٹی۔ تنقید (۸) تنقید جدید۔ نقد و نظر جو بیلیفی پریس دہلی میں شائع ہو رہی تھی، غالباً درجہ شہادت کو پہنچی۔ والسلام۔

ناچیز سید اختر اورینوی

کیفی چڑیاکوٹی

نذیر احمد روڈ۔ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

۲۹ر نومبر ۱۹۴۷ء

مکرمی تسلیم۔ اس دور ناپرساں اور فضائے کس پرسی میں خدمت علم و ادب کی ہمت قابل ستائش ہے۔

فارقلیط* اور مولانا عنایت رسول چڑیاکوٹیؒ دونوں ایک ہیں۔ مولانا عنایت رسول میرے حقیقی تایا یعنی حضرت والدی مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹیؒ کے بڑے بھائی اور استاد تھے۔

مولانا نصر اللہ خاں خورجویؒ اور مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ کے استاد مولانا احمد علی چڑیاکوٹیؒ مولانا عنایت رسول کے حقیقی پھوپھا اور استاد تھے۔ تذکرہ علمائے ہند مرتبہ مولوی رحمٰن علی میں مجمل حالات ان سب کے موجود ہیں۔ مفصل حالات مولانا عنایت رسول کتاب بشرٰے معنفہ مولانا عنایت رسول

---

* فارقلیط یعنی مولانا عنایت رسول چڑیاکوٹی رسالہ تہذیب الاخلاق مرتبہ سرسید احمد خاں کے ایک خاص مضمون نگار تھے۔

Marfat.com

کے مقدمہ مرتبہ شمس العلماء مولانا محمد امین چڑیاکوٹی (برادر محترم) میں موجود ہیں۔ یہ کتاب یہیں طبع ہوئی ہے لیکن کمیاب ہے۔ میرے اختیار میں اس کی ایک جلد ہے۔ اس سے آپ نقل کرسکتے ہیں۔ میرے حالات شرمندۂ شہرت' لایق تشہیر نہیں، تاہم رسالہ شاعر آگرہ میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کی ایک کاپی میرے پاس ہے۔ میں خود ایک روز کے لئے آپ کے پاس خورجہ آؤں اور مذکور چیزیں اپنے ساتھ لاؤں تاکہ آپ کو نقل اور اخذ میں آسانی ہو۔ والسلام

کیفی چڑیاکوٹی

---

x آپ کا نام مولوی محمد مبین اور وطن قصبہ چڑیاکوٹ ضلع اعظم گڑھ ہے۔

Marfat.com

نامۂ

دارالمصنفین اعظم گڑھ

(موصولہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء)

Marfat.com

مولانا عبد السلام ندوی

میں ۱۳۰۱ھ میں ضلع اعظم گڈھ کے ایک گاؤں میں جس کا نام علاء الدین پٹی ہے پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے دروازے پر ایک مکتب میں حاصل کی پھر دو برس تک اپنے خسر سے تعلیم حاصل کی اور قدیم طرز پر فارسی کی تمام درسی کتابیں پڑھیں۔

۱۹۰۲ء میں اپنے ایک عزیز کے ساتھ کانپور گیا اور وہاں عربی شروع کی پھر تین برس کے بعد انہی کے ساتھ آگرہ گیا اور وہاں بھی دو برس تک عربی پڑھتا رہا وہاں سے غازی پور آیا اور اپنے ایک عزیز سے جو مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور میں مدرس تھے ملا حسن وغیرہ تک عربی پڑھی اس کے بعد غالباً ۱۹۰۶ء میں دار العلوم ندوہ لکھنؤ میں آیا اور وہیں علوم عربیہ سے فراغت حاصل کی۔

یہیں سے میری مضمون نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلا مضمون تناسخ پر لکھا جس کو مولانا شبلی مرحوم نے جو اس وقت دار العلوم کے معتمد تھے بہت پسند کیا پانچ روپیہ انعام دیا اور ایک تعریفی نوٹ کے ساتھ "الندوہ" میں شائع کیا۔ اس کے بعد الندوہ میں متعدد مضامین لکھے اور فراغت کے بعد اوس کا اسسٹنٹ اڈیٹر مقرر ہو گیا پھر ۱۹۱۲ء میں مولانا شبلی مرحوم نے سیرت لکھنی شروع کی تو اوس کے دفتر سے فراہمی معلومات کے لئے میرا تعلق ہو گیا اور تقریباً دو برس تک قائم رہا اسی حالت میں مجھ کو مولانا ابو الکلام آزاد نے کلکتہ بلا لیا اور چار پانچ مہینے تک میرا قیام کلکتہ میں رہا اور میں مسلسل "الہلال" میں مضامین لکھتا رہا اسی اثنا میں یورپ کی جنگ عظیم چھڑ گئی اور "الہلال" بند ہو گیا۔

مولانا شبلی مرحوم نے ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو انتقال کیا اور اون کی یادگار میں دار المصنفین قائم ہوا تو مولانا سید سلیمان ندوی نے مجھ کو دار المصنفین میں بلا لیا اور اوس وقت سے آج تک میرا قیام دار المصنفین میں ہے اس وقت تک اون متفرق مضامین کے علاوہ جو معارف میں شائع ہوئے، میری تصنیفات میں "انقلاب الامم" "شعر الہند دو جلد" "اسوۂ صحابہ دو جلد" "تاریخ اخلاق اسلامی" "ابن خلدون" "تاریخ فقہ اسلامی" "سیرت عمر بن عبد العزیز" شائع ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

اور سوانح امام رازی" تاریخ اسلامی تمدن ہند" تاریخ اخلاق اسلامی حصہ دوم" اور شعر العرب" کے مسودات غیر مطبوعہ موجود ہیں۔

مولانا شاہ معین الدین احمد فاروقی ندوی

میرا وطن اودھ کا مشہور قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی ہے نسبی تعلق سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ قدس سرہٗ ردولوی سے ہے اور ان کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔

ستمبر ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوا ابتدائی تعلیم گھر کے مکتب میں حاصل کی اور ابتدائی عربی و فارسی وطن ہی میں اپنے نانا شاہ شرف الدین احمد صاحب مرحوم سے پڑھی۔ مرحوم اکابر علمائے دیوبند کے فیض یافتہ اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے مرید اور مجاز بیعت اور عالم مرتاض تھے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد متوسطات تک مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں پڑھا اور تکمیل ندوۃ العلماء میں کی یہاں سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد جولائی ۱۹۲۴ء میں دار المصنفین آیا اور حضرت الاستاذ مولانا سید سلیمان ندوی کے زیر تعلیم تصنیفی زندگی میں داخل ہوا اس وقت سے اب تک اسی ادارہ سے وابستہ ہوں چھ سات برس سے معارف کی ترتیب کی خدمت میرے متعلق ہے۔

میری حسب ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

سیر الصحابہ کی تین جلدیں۔ مہاجرین حصہ دوم سیر الصحابہ حصہ ششم حصہ ہفتم۔ تابعینؒ سلسلہ تاریخ اسلام جلد اول (عہد رسالت سے خلفائے راشدین تک) جلد دوم (عہد بنی امیہ) جلد سوم (بنی عباس کا عہد عروج) زیر طباعت ہے یہ تاریخ آٹھ دس جلدوں میں تمام ہوگی۔ عرب کی موجودہ حکومتیں۔

مولانا سید ریاست علی ندوی

میری پیدائش بماہ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ماہ رجب ۱۳۲۶ھ شہر گیا (صوبہ بہار) سے

Marfat.com

ایک میل جانب مشرق مقام آبگا میں رضوی حسینی خانوادہ میں ہوئی، اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت سید مینا مشہدیؒ یہاں تشریف لائے تھے، چند گاؤں معافی میں ملے تھے، سادات کا یہ خاندان اُس وقت سے اب تک یہاں آباد ہے۔

ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ مکتبی تعلیم کے بعد انگریزی اسکول میں داخلہ ہوا، لیکن خاندان کے ایک بزرگ حضرت ڈاکٹر قاضی سید اکرم امام مرحوم کی تحریک سے عربی تعلیم دلانے کی رائے قرار پائی۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ ہوا، اور سنہ ۱۹۲۴ء میں وہاں سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء میں دارالمصنفین اعظم گڈھ کی رفاقت سے وابستگی ہوئی۔ اور جون سنہ ۱۹۲۴ء سے اگست سنہ ۱۹۳۷ء تک تیرہ سال یہاں قیام رہا۔ اس اثناء میں یہاں بعض کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اور معارف کی ترتیب کی خدمت وابستہ رہی۔ اسی اثناء میں وطن میں قیام کی ضرورت پیش آئی تو طویل رخصت لے کر وطن میں قیام اختیار کیا، وہاں رسالہ ندیم (گیا) کی ادارت اگست سنہ ۳۷ء سے دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء تک ۴ سال ۵ مہینے وابستہ رہی، پھر ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۲ء میں دارالمصنفین میں واپسی عمل میں آئی، جہاں تصنیفی مشاغل جاری ہیں۔

تصنیفات حسب ذیل ہیں:

(۱) تاریخ صقلیہ جلد اول (سسلی میں مسلمانوں کی سیاسی تاریخ) (۲) تاریخ صقلیہ جلد دوم (سسلی میں مسلمانوں کا تمدن) (۳) تاریخ اندلس (زیر ترتیب) (۴) اسلامی نظام تعلیم (۵) مشاہیر صوفیہ اسلام۔ غیر مطبوعہ (۶) تاریخ التاریخ (مسلمانوں کے علم تاریخ کی تاریخ۔ غیر مطبوعہ)۔

ذخیرہ محمد وقار مجید

Marfat.com